وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض

۲ محرم ۱۳۹۳ھ — ۹ فروری ۱۹۷۳ء

خدامِ اہلِ سنت کی دعا

از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

خدایا اہلِ سُنت کو جہاں میں کامرانی دے — خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں — رسول اللہ کی سُنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو — ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہلِ بیتؓ سب کی شان سمجھائیں — وہ ازواجِ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حُسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو

تُو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا — انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں — کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل — عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل

ہو آئینی[1] تحفظ ملک میں ختمِ نبوت کو — مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تُو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی

رسولِ پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

تیری توفیق سے ہم اہلِ سُنت کے رہیں خادم — ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں

تیری نصرت ہو دُنیا میں قیامت میں تیری ظلّ

[1] الحمد للہ! تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

2
یا اللہ مدد
اصل کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تحریکِ خدام اہل سنت کا ترجمان، نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی
خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
ماہنامہ
حق چاریار رضی اللہ عنہم
لاہور
خلیفہ ثالث سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ
خلیفہ رابع سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
جلد 34 شمارہ 2 - جمادی الاخریٰ ۱۴۴۲ھ، فروری 2021ء
جاری کردہ
قائد اہل سنت وکیل صحابہ مظہر شریعت وطریقت
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ
بانی تحریکِ خدام اہل سنت پاکستان
زیر نگرانی
جانشین قائد اہل سنت
حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ
امیر تحریکِ خدام اہل سنت پاکستان
مدیر مسئول
حافظ محمد مسعود صاحب
نائب مدیر
ماسٹر منظور حسین صاحب
قاضی طاہر حسین جرار صاحب 0333-5783036
بدل اشتراک
اندرون ملک: فی پرچہ 40 روپے سالانہ چندہ 400 روپے
بیرون ملک: مشرق وسطیٰ 85 ریال ○ امریکہ و یورپ ○ برطانیہ 20 پونڈ
رابطہ
دفتر ماہنامہ حق چاریار متصل جامع مسجد میاں برکت علی
مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور
0322-4135093
0302-4166462
پبلشر حافظ محمد مسعود نے افضل شریف پرنٹرز سے چھپوا کر ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا۔

فہرست مضامین

❀❀❀❀❀

خلیفہ بلا فصل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

امیر تحریک مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ ☆

جانشین رسول، خلیفہ بلافصل، ثانی اثنین فی الغارِ والمز ار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ عالم دنیا سے رحلت فرمائی:۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی انفرادی زندگی اور دور خلافت امت مسلمہ کے لیے قابل نمونہ ہے غیر مسلم یہود و ہنود اور نصاریٰ نے خلافت راشدہ موعودہ کے ادوار حکومت سے رہنمائی لیکر کامیابی پائی اور امت مسلمہ بقول شاعر مشرق علامہ اقبال:

وضع میں ہو تم نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ وہ مسلمان ہیں۔جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

" وَاللّٰہ یھدی من یشاء اِلٰی صراطِ مستقیم" پروردگار عالم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خلافت ارضی کا وعدہ فرمایا۔وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض الخ (سورہ النور آیت:۵۵) ترجمہ: وعدہ کرلیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کیے انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کردے گا اُن کو ملک میں ......

آیت استخلاف کا مصداق جاننے کے لیے سورۂ حج کی آیت تمکین کا پہلے سمجھنا ضروری ہے کہ یہ وعدہ کن لوگوں سے ہو رہا ہے۔مکی دور میں صحابہ کرامؓ کو حکم دیا گیا تھا کہ کافر جتنا بھی تم پر ظلم وستم کریں تم نے لڑنا نہیں صبر کرنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی ہجرت کرنے کے بعد، جس وقت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے مشرکین مکہ تیاریوں میں مصروف ہوئے تو اللہ جل شانہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جہاد کی اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ﴾ ترجمہ آیت ۳۹۔۴۰۔۴۱۔ حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ اُن پر ظلم ہوا۔ اور اللہ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ لوگ جن کو نکالا اُن کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ

☆ امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت، پاکستان 0543-543444

نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو دوسرے سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں۔ جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت۔ اور اللہ مکرر مدد کرے گا اس کی۔ جو مدد کرے گا اس کی بے شک اللہ زبردست ہے زور والا۔ وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز۔ اور دیں زکوٰۃ۔ اور حکم کریں بھلے کام کا۔ اور منع کریں برائی سے اور اللہ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام کا۔

حضرت علامہ عثمانی رحمہ اللہ ''الذین ان مکنھم'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں یہ ان ہی مسلمانوں کا بیان ہے جن پر ظلم ہوئے اور جن کو گھروں سے نکالا گیا۔ یعنی خدا ان کی مدد کیوں نہ کرے گا جب کہ وہ ایسی قوم ہے کہ اگر ہم اسے زمین کی سلطنت دے دیں تب بھی خدا سے غافل نہ ہوں بذاتِ خود بدنی و مالی نیکیوں میں لگے رہیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو زمین کی حکومت عطاء کی اور جو پیشنگوئی تھی حرف بحرف سچی ہوئی فللّٰہ الحمد علی ذٰلك۔ اس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً مہاجرین اور ان میں اخص خصوص کے طور پر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت اور مقبولیت و منقبت ثابت ہوئی۔

اور علامہ عثمانی رحمہ اللہ آیت استخلاف کی تفسیر کے آخر میں واضح الفاظ میں لکھتے ہیں: الحمد للہ کہ یہ وعدہ الٰہی چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پورا ہوا اور دنیا نے اس عظیم الشان پیشنگوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ خلفائے اربعہ کے بعد بھی کچھ بادشاہانِ اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونہ کے آتے رہے اور جب اللہ چاہے گا آئندہ بھی آئیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں حضرت صدیق اکبر کو اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری دفعہ بیمار ہوئے تو ابتداء میں آپ خود صحابہ کو نماز پڑھاتے رہے لیکن جس وقت مرض نے شدت اختیار کی تو حکم دیا۔ مروا ابابکر فلیصل بالناس۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ ابوبکر نرم دل کے مالک ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پا کر ہوسکتا ہے کہ نماز نہ پڑھا سکیں تو حضور نے تنبیھاً فرمایا کیا تم مجھے صراط مستقیم سے ہٹانا چاہتی ہو۔ ابوبکر ہی کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے چنانچہ نہج البلاغۃ کی شرح درّہ نجفیہ پر روایت مصدّق ہے: کَانَ عِنْدَ خِفّتِهٖ مَرَضِهٖ یُصلی بالناس بِنَفْسِهٖ فلمّا اِشْتدّ به المرضُ اَمَرَ ابابکرٍ اَن یُّصلّی بالناس۔

ابتداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نماز پڑھاتے لیکن جس وقت مرض نے شدت اختیار کی حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ وفات سے چند روز پہلے قدرے افاقہ ہوا صحیح یہ ہے کہ یہ نماز ظہر کی

تھی، فتح الباری شرح بخاری۔ حضرت صدیق نماز پڑھا رہے تھے وہ پیچھے ہٹنے لگے آپ ﷺ نے اشارے سے منع فرمایا اور خود ابوبکر کی بائیں جانب بیٹھ گئے اب حضرت ابوبکر حضور کی اقتداء میں ہوگئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم صدیق کی اقتداء میں تھے حضور ﷺ آہستہ تکبیر کہتے اور صدیق اکبرؓ بلند آواز سے تکبیرات کہتے جاتے۔ نماز کے بعد منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ایک مختصر خطبہ دیا۔ فرمایا ابوبکر سب سے زیادہ میرے محسن ہیں اور اگر میں خدا کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن چونکہ خلیل خدا کے سوا کوئی نہیں، اس لیے ابوبکر میرے بھائی اور دوست ہیں اور فرمایا مسجد میں جتنے لوگوں کے دروازے کھلتے ہیں وہ سب سوائے ابوبکرؓ کے دروازہ کے بند کردیئے جائیں ''بخاری'' محدث ابن حبان نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس حدیث میں صاف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد صدیق اکبرؓ ہی خلیفہ ہیں ''فتح الباری شرح بخاری'' اور اس کے بعد بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ کے روز لوگ صبح کی نماز حضرت صدیق کے پیچھے پڑھ رہے تھے کہ یکایک آپ ﷺ نے حجرہ مطہرہ کا پردہ کھول کر لوگوں کی طرف دیکھا اور تبسم فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے اور خوشی کی وجہ سے صحابہ کے قلوب نماز میں منتشر ہونے لگے آپ نے ان کو ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور خود اندر تشریف لے گئے اور پردہ چھوڑ دیا۔ (نوٹ) اسی روز آپ کا وصال ہوا'' انا للہ وانا الیہ راجعون''

سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار مدینہ کا اجتماع ہوا تو حضرت ابوبکرؓ بمع حضرت عمرؓ اور حضرت عبیدہؓ کے آئے۔ بحث کے بعد بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ خلیفہ منتخب کر لیے گئے۔

قول فیصل: علامہ حافظ بن عبدالبر اپنی کتاب استیعاب میں شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

عن قيس بن عبادة قال قال علی ابن ابی طالب ان رسول الله ﷺ مَرِضَ لَيَالِيَ وايامًا ينادى با الصلوةِ فيقول مروا ابابكر يصلّ بالناس فلمّا قبض رسول الله ﷺ نَظَرْتُ فاذا الصلوة عَلَمُ الاسلام وقوام الدين فَرَضِينَا لدنيانا من رسول الله ﷺ لديننا فبايعنا ابابكرٍ۔

خلاصہ: نماز دین کا علم اور ستون ہے جس کے دین پر حضور راضی ہم صحابہ اس کی خلافت پر بھی راضی ہوگئے اور ہم نے ابوبکر کی بیعت کرلی ...... شیر خدا رضی اللہ عنہ کا فرمان نہج البلاغۃ مطبوعہ بروت ج ص ۸/۲۔ وانما الشورٰی للمهاجرين والانصار فان اجتمعو علی رجل وسموا اماماً كان ذٰلك لِلّٰهِ رضی ...... بے شک مجلس شوری مہاجرین اور انصار کی ہے اگر یہ حضرات کسی مرد پر جمع ہو جائیں اور اس کو اپنا امام بنالیں تو یہ اللہ کی رضا کی دلیل ہے۔

حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا: (نہج البلاغۃ، ج ۳، ص ۷، بیروت) اِنَّـهٗ بَایَعَنِی القومُ الَّذِیْنَ بایعوا ابابکرٍ و عمر و عثمان علٰی ما بایَعُوْهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشورٰی الخ جن لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی انہوں نے میرے یہاں اس چیز پر بیعت کی جس پر ان کے یہاں بیعت کی تھی پس حاضر مجلس کے لیے اختیار باقی نہ رہا اور غائب مجلس کو حق رد نہیں رہا اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس خلافت کا مشورہ صرف مہاجر اور انصار کے واسطے ہے پس اگر یہ لوگ کسی ایک مرد پر اتفاق کرلیں اور اس کو امام نامزد کردیں تو اس اجتماع اور نامزدگی میں خدا کی رضا شامل ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی احتجاج طبرسی ص ۵۶ حضرت اسامہ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ نے ابوبکر کی بیعت کی تھی فرمایا نعم یا اسامه اور ص ۵۲ صاف لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر نے ہاتھ بڑھایا اور حضرت علی نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کی ایضاً کتاب الشافی ص ۳۹۸ پر شریف مرتضٰی علم الہدی لکھتے ہیں: ثم مدّیدَہٗ فبایعه۔

اور پیچھے نماز بھی پڑھتے رہے

احتجاج طبرسی ص ۶۰ ثم قام وتہیّاءَ للصلٰوۃ وحضر المسجد وصل خلف ابی بکرٍ۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور نماز کی تیاری فرمائی اور مسجد میں گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

محمد باقر اصفہانی شیعہ کی مشہور کتاب مرأۃ العقول شرح اصول والنووع ص ۳۸۸ پر لکھتے ہیں: وحضر المسجد وصلّ خلف ابی بکرٍ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔

شیعہ کا مشہور مترجم مولوی مقبول احمد دہلوی ضمیمہ ص ۴۱۵ پر لکھتے ہیں پھر وہ اٹھے (حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ) اور نماز کے قصد سے وضوء فرما کر مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز میں کھڑے ہوگئے۔

شیعہ کی اردو کتاب غزوات حیدری ص ۱۲۷ پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے: پس بے اختیار اٹھے اور گزرنے وقت سے بہت گھبرائے ناچار آکر اقامت کہی اور جماعت اہل دین نے عقب ان کے صف باندھی چنانچہ اسی صف میں شاہ لافتی بھی تھے۔ (جاری ہے)

فیوضاتِ مظہرؒ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی و ایمانی صفات

قائد اہل سنت وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ ☆

خطاب: جمال وال (چکوال) یکم ربیع الاول ۱۴۰۲ھ	ضبط و ترتیب: ماسٹر منظور حسین

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○۔

ترجمہ: ”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں، یعنی دین کے ساتھی ہیں۔ کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت ہیں، آپس میں بڑے مہربان ہیں، دیکھتے ہیں آپ ان کو رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، چاہتے ہیں اللہ کا فضل اور چاہتے ہیں اللہ کی رضاء مندی، نشان اُن کا اُن کے چہروں میں موجود ہے سجدے کے اثر سے، یہ صفات ان کی تورات میں بھی ہیں اور یہ صفات ان کی انجیل میں بھی ہیں، ان کی مثال اُس کھیتی کی ہے، جس نے اپنا پٹھا نکالا، پھر مضبوط کیا، پھر موٹی ہوگئی اور اپنی جڑ پر کھڑی ہوگئی وہ کھیتی کسانوں کو بڑی اچھی لگتی ہے، اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی یہ صفتیں اس لیے بیان فرمائیں تاکہ ان کی وجہ سے اللہ کافروں کو غصہ دلائے، وعدہ فرمایا، اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان میں سے، ان کے واسطے بخشش ہے اور اجر ہے بہت بڑا“۔ (چھبیسواں پارہ، سورہ الفتح، آخری رکوع)

○...... برادرانِ اہل سنت والجماعت! آج یہ جلسہ، حافظ غلام رضاء کی شادی کی تقریب پر ہو رہا ہے۔ جن کا نکاح حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مدظلہ جہلم والوں نے پڑھا ہے۔ یہ ان کے مدرسہ

☆ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان، خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

میں پڑھتا رہا ہے۔ بڑی خوشی ہے کہ جہاں شادی پر لوگ ڈھول باجے بجاتے ہیں وہاں تبلیغ کا جلسہ ہو رہا ہے آپ سب سنی مسلمانوں کو مبارک ہو۔ یہ نکاح شرعی جو ہے، یہ پانچ منٹ میں ہو جاتا ہے۔ نکاح خواں سنت کے مطابق خطبہ پڑھتے ہیں دو گواہ ہوتے ہیں، ایجاب وقبول ہوتا ہے۔ نکاح خواں کہتا ہے کہ میں نے فلانی لڑکی کا نکاح تجھ سے اتنے مہر کے بدلے کر دیا۔ وہ لڑکا جس کا نکاح ہے وہ کہتا ہے میں نے قبول کیا۔ بس نکاح تو ہو گیا۔ شریعت کے اندر نکاح صرف اتنا ہی ہے اور باقی کھیل تماشے، ان کی نہ ضرورت ہے، بلکہ یہ گناہ ہے۔ خوشی کے موقع پر دین کا جلسہ، دین کی تبلیغ ہوگی ثواب ہوگا۔ جو خرچ ہوا وہ بھی اللہ کی راہ میں نکلا۔

✷......ہم اہل سنت والجماعت ہیں، ہمارے سچے مذہب کا الگ امتیازی نام جو ہے، وہ ہے اہل سنت والجماعت، اسلام کو تو پہلے مانتے ہیں۔ کون سا اسلام ہم مانتے ہیں؟ ہم کیسے مسلمان ہیں؟ ہمارا عقیدہ ایمان کیا ہے؟ ہم اُس اسلام کو مانتے ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور جو رسولِ پاک ﷺ سے فیض پانے والی جماعت سے ثابت ہے، یہ جو نکاح ہوا ہے یہ رسولِ پاک ﷺ کی سنت اور حضور ﷺ کے طریقے کے مطابق ہوا، قرآن مجید میں یہ تو ہے کہ نکاح کرو ''فنکحوا''۔ نکاح کا حکم ہے، اور نکاح کا طریقہ قرآنِ مجید میں نہیں۔ یہ رسولِ پاک ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔ کہ یہ طریقہ ہے رسول اللہ ﷺ کا، تو سنت ضروری ہوئی کہ نہ؟ یہ سنیوں کو سمجھا رہا ہوں۔ ویسے نہیں کہتے کہ ہم اہلسنت ہیں۔ ہم مسلمان پہلے ہیں لیکن کیسے مسلمان؟ اہلسنت۔ کہ جو نیکی کا کام ہم کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں، جس طرح رسولِ پاک ﷺ کا طریقہ ہے۔ سنت کا معنیٰ طریقہ، کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہم اہلسنت نہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ہم اہلسنت ہیں۔ اللہ ہمیں ہمیشہ اہلسنت رکھے۔'' (امین) تو جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان تو ہیں لیکن اہلسنت نہیں؟ انہیں اگر سمجھ ہو تو کبھی بھی یہ نہ کہیں۔ اہلسنت یا سُنّی نہ ہونے کا معنیٰ کیا ہے؟ کہ رسولِ پاک ﷺ کی سنت اور طریقے کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنے کو اہلسنت کہتے ہیں تو ہم حضور ﷺ کی سنت کو ماننے والا، نام، نشان ظاہر کرتے ہیں، کم از کم ایمان تو ہمارا ہے ناں؟ پہلے ماننا، یعنی ایمان ہے، پھر عمل ہے۔ اور جو کہتے ہیں کہ ہم اہلسنت نہیں۔ انہوں نے اپنے مذہب کا نام اور رکھا ہوا ہے۔ مجھے اس سے بحث نہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہلسنت کیوں نہیں کہلواتے؟ اگر اسلام رسولِ پاک ﷺ سے نکلا، قرآن بھی حضور ﷺ نے بتایا۔ نماز بھی بتائی۔ حج زکوٰۃ، تبلیغ سارا دین وساری شریعت اور سارا اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بتایا اور عملاً کر کے دکھایا، تو پھر کیوں نہیں کہتے کہ ہم

اہلسنت ہیں؟ بھئی! تعلق تو حضور ﷺ سے جوڑنا چاہیے ناں؟ حضور ﷺ کے طریقے سے؟ جو کہتا ہے میں سنی یا اہلسنت نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا رسولِ پاک ﷺ کی سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، پھر تری راہ کونسی ہے؟ اختلاف تو اس چیز میں ہوتا ہے جس میں شک ہو۔ کیا حضور ﷺ کی سنت میں اختلاف ہے؟ آپ کو اہلسنت ہونا مبارک ہو۔ یہ ایمان کی نشانی ہے۔ عمل تو بعد میں ہے۔ پہلے کہتا ہے کہ میں اہلسنت ہوں، عمل پھر کرے گا۔ جو اہلسنت نہیں تو اس کو ضرورت ہی نہیں، سنت پر عمل کی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے نزدیک نکاح میں بھی گواہوں کی ضرورت نہیں اور متعہ میں بھی گواہ کی ضرورت نہیں۔ حضور ﷺ کی سنت اور طریقہ نکاح میں تو گواہ ہیں، یہ کہتے ہیں بغیر گواہ کے نکاح ہوجاتا ہے۔ ہمیشہ کا بھی اور وقتی بھی۔ ہمارے ہاں ایجاب وقبول اور دو گواہ ضروری ہیں، جو حضور ﷺ کی بیویاں ہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت حفصہؓ اور سب بیویوں سے حضور ﷺ نے نکاح کیے۔ جس طرح کیے۔ دو گواہ اور ایجاب وقبول یہ حضورؐ کا طریقہ سنت کا ہوگیا۔ اس طرح کروگے تو نکاح صحیح ہے، اس طرح نہ کروگے تو نکاح صحیح نہیں۔

✷......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا۔ تم نکاح کرتے ہو تو جو برادری کے لوگ ناراض ہوتے ہیں وہ نکاح میں بیٹھتے ہیں؟ نہیں اور جو تمہارے اپنے ہوتے ہیں ان کو تم خود بلاتے بھی ہو۔ اب دیکھنا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا تو دیکھوناں کہ جس کو آج کل جہیز کہتے ہیں وہ کس نے خریدا؟ یہ کتاب ہے ''جلاء العیون''، ص ۱۷۳، جلد اول، شیعہ جنرل بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور کی چھپی ہوئی۔ اس میں لکھا ہے کہ شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ تمہارے پاس کچھ ہے؟ فرمایا کچھ نہیں، ایک ذِرّہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''ذِرّہ بیچ کر پیسے لاؤ۔'' یہ سُن کر میں گیا اور ذِرّہ فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت کی خدمت میں لایا اور روپے حضرت کے دامن میں رکھ دیئے۔ بعد میں ان میں سے آپؐ نے ایک مُٹھی روپیہ لیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر دیا اور فرمایا کہ فاطمہ کے لیے عطر اور خوشبو لے آؤ'' بلالؓ اعتباری ہیں ناں؟ بھئی! تم چیزیں خریدنے کو اعتباری بھیجتے ہو ناں؟ یا دشمن کو؟ پھر ان میں سے دو مُٹھیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیں۔ بڑے دشمن تھے؟ بڑے بے اعتباری تھے؟ بتاؤ! یہ دشمنی کی نشانی ہے یا محبت اور ہمدردی کی نشانی ہے؟ حضور ﷺ دیتے ہیں اپنی پیاری بیٹی کے لیے۔ اگر حضور ﷺ پر بھی اعتبار نہیں تو پھر تو اللہ ہی حافظ ہے؟ اس موقع پر تو جو خاص بجن ہوتا ہے اُس کو تم بھیجتے ہو۔'' دو

مٹھیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیں، بازار میں جا اور کپڑا وغیرہ جو کچھ اساس البیت وغیرہ درکا ہے لے آ۔''

پھر عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو ابوبکرؓ کے بعد بھیجا۔ ان میں سے جو شخص جو چیز لیتا تھا ابوبکرؓ کے مشورہ سے لیتا تھا۔'' آگے بھئی: فلاں فلاں چیزیں خریدیں۔ ''جب سب اسباب خرید چکے ابوبکرؓ اور سب اصحاب مذکور یہ چیزیں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ چیزیں خریدنے والوں کا سردار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ صدیق کو بنایا۔ ''حضرت ہر ایک چیز دستِ مبارک میں لے کر ملاحظہ فرماتے اور کہتے کہ خداوند اس کو میرے اہلبیتؓ پر مبارک کر۔'' چیزیں خریدنے والے ابوبکر صدیقؓ اور دعا کرنے والے حضورؐ۔ پیغمبر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہیں اور آپ سا نہ پیدا ہوا ہے نہ بعد میں ہوگا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی کوئی ہے کہ نہیں؟ یہ تو صرف نکاح شادی کا بتایا تاکہ تم کو سمجھ آئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں کیا تھے؟ اگر کچھ کھوٹ کھاٹ ہوتا تو نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کہتے کہ میری بچی کے لیے کپڑے لے آؤ اور نہ علی رضی اللہ عنہ راضی ہوتے؟ موٹی بات میں نے آپ کو سنائی۔ جو تمہارا خیر خواہ، ہمدرد، آدمی، ہو، اس آدمی کو بھیجتے ہو۔ خاص کر یہ جہیز خریدنے کے لیے۔ قرآن نے جو کچھ فرمایا حق ہے۔ محمد رسول اللہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ پاک کے رسول ہیں، اللہ کے پیغمبر ہیں، اس میں کچھ شک ہے، جو شک کرے کافر، آگے جو آیت میں بیان ہے سُنّی مذہب کی دلیل ہے۔

✵......اہلسنت کے ساتھ ہم کیا کہتے ہیں؟ والجماعت۔ بھئی! ایک تو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور سنت ہے، اصل تو وہی دین ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، ہم نماز پڑھیں۔ جس طرح روزہ رکھا، جس طرح طواف، حج کیا۔ اسی طرح ہم نے کرنا ہے، حج و طواف کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے، وہی سنت ہے، سنت عربی لفظ ہے، طریقہ، نمونہ، عمل، ہمارا لفظ ہے۔ اب اہلسنت ہونا کتنا مبارک ہے کہ ہم ہر نیکی اور طریقہ سنت سے جوڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اہلسنت ہونا قبول فرمائے۔ اگر پہلے ہی کوئی کہے کہ میں اہلسنت نہیں تو طواف کس طرح کرے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بڑی چیز ہے۔

✵......''وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ'' جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی کوئی تھے یا نہ؟ پہلے مختصر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سمجھو اور مانو۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے بنائے، دائیں بائیں لکھنے والے۔ عرش کو اٹھانے والے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم روضے پر ستر ہزار، ہر روز حاضری دیتے ہیں جو ایک دفعہ

حاضری دے کر چلے جاتے ہیں ان کی قیامت تک باری نہیں آتی۔نوری فرشتے، رسولِ پاک کے دربار کے خادم ہیں، جس طرح ہم حضور ﷺ کے روضہ پر حاضر ہوتے ہیں شکر کرتے ہیں، اسی طرح فرشتے بھی شکر ادا کرتے ہیں، کہ یا اللہ! آپ نے آسمانوں سے بھیجا، اُسداتِ پاک کے روضہ پر، کہ جن جیسا نہ آپ نے کسی کو بنایا، نہ بنائیں گے۔ اہلسنت والجماعت کی کتاب ''سنن نسائی'' کی حدیث ہے کہ ''اِنَّ اللّٰہِ مَلٰئِکَۃِ سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ'' روئے زمین پر اللہ نے فرشتوں کی ایک جماعت محض اس کام کے لیے چھوڑی ہوئی ہے کہ جہاں بھی کوئی درود شریف پڑھتا ہے وہ درود شریف لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں، مدینہ پہنچاتے ہیں، خواہ جہاں بھی پڑھے۔ اللہ پڑھنے کی توفیق دے۔ امتیوں کا تحفہ نوری فرشتے لے جاتے ہیں پھر حضور اس پڑھنے والے کے لیے دعا فرماتے ہیں۔

✸......''مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتَہٗ'' فرمایا جو میری قبر کے پاس آ کر میرے بعد درود پڑھے گا وہ میں خود سنوں گا۔ یہ عقیدہ ہے اہلسنت کا۔ وہاں سارے سنی مسلمان پڑھتے ہیں کہ رسولِ پاک سن رہے ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف ہے ہی نہیں۔ تمام دیوبند کے بزرگوں کا عقیدہ ہے، حیات النبی ﷺ کا عقیدہ برحق ہے، ہاں تو میں عرض کر رہا تھا۔

✸......محمد رسول اللہ، حضرت محمد ﷺ کون ہیں؟ اللہ کے رسول ہیں، پیغمبروں کے سردار، باقی پیغمبروں میں حضور ﷺ کی شان اس طرح ہے جس طرح سورج، اور قرآنِ مجید نے حضور ﷺ کو سراجِ منیر فرمایا: ''دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا'' اللہ نے قرآنِ مجید میں اپنی شان بھی بتائی، کہ میں کون ہوں اور رسولِ پاک کی شانیں بھی بتائیں کہ حضور ﷺ کون ہیں۔ پھر حضورؐ نے بھی اللہ کی شانیں بتائیں جو حدیث صحیح میں آ گئیں، قرآن کو بھی ماننا ہے اور صحیح حدیث کو بھی ماننا ہے۔ یہ نہیں کہ جس کتاب میں کوئی روایت مل گئی، کتابیں تو خدا جانے لوگ کیا کیا لکھ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ساری مخلوق، فرشتوں، پیغمبروں کے سردار، اپنی مخلوق میں آپ کا سب سے اونچا درجہ اللہ نے بنایا۔ سب سے اعلیٰ صفتیں، شانیں دیں۔ اپنی قدرت حکمت کے ساتھ سارے کمالاتِ نبوت دیئے۔ اس واسطے اللہ نے حضور ﷺ کو سراجِ منیر فرمایا۔ بھئی! چاند بھی روشنی دیتا ہے تارے بھی روشنی دیتے ہیں، لالٹین، بلب سب روشنی دیتے ہیں لیکن جب دن ہو جائے تو سب روشنیاں ختم۔ اب تم نے کوئی بتی جلائی ہوئی ہے؟ یہ سورج کے جلوے ہیں ناں؟ کافر بھی اس سے فائدہ اٹھاتا ہے مسلمان بھی، لیکن رسولِ پاک ﷺ کا سورج جو ہے، دلوں کے اندر جو اندھیرے ہیں وہ دُور کرتا ہے

جن خوش نصیبوں پر حضور ﷺ کی شعاعیں پڑ گئیں تو اُن کے دل روشن اور نورانی ہو گئے، اس سورج جیسے کروڑوں سورج ہوں تو رسولِ پاک کے بال کے ساتھ نہیں مل سکتے، اُن کا اور کام، اور حضور ﷺ کا اور فیض۔ ''داعیا الی اللہ باذنہٖ'' حضور ﷺ کو اللہ نے اس لیے بھیجا کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلائیں۔ لوگ بت پرست، مشرک بن گئے تھے۔ خانے کعبے میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ ہر چوراہے پر بُت۔ ہر گھر میں بُت۔ وہ کیا نقشہ ہوگا؟ قریشی قوم، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد، بتوں کی پجاری، اب اللہ تعالیٰ نے اس آخری امت کے لیے رحمۃ للعالمین ﷺ کو بھیجا، اس اندھیرے میں سورج چڑھا دیا ہے؟

٭......میں تم سُنّی مسلمانوں کو سنا رہا ہوں، لاؤڈ سپیکر لگا ہوا ہے، قرآن سامنے، کرسی پر بیٹھ کر۔ اب تو تبلیغ آسان ہے، اور یہ بھی تم نہیں سنتے۔ کئی مسئلے ذہن میں آ جاتے ہیں۔ کئی مولوی تبلیغ کرتے ہیں۔ پیسے دو تو راضی ہوتے ہیں، پیسے نہ دو تو پھر نہ آئیں گے۔ وہ ڈاکو ہیں مبلغ نہیں تم سُنّی بھی خیال کرو۔ وہ دین نہیں سنانے آیا وہ پیسے لُوٹنے آیا ہے۔ بہانہ دین کا۔ ہماری تبلیغ تو آسان ہے پھر بھی ہم نہیں کرتے۔ تبلیغ تھی سرورِ کائنات، محبوبِ خدا، حضرت محمد ﷺ کی۔ فرمایا یہ جو مورتیاں تم نے بنائی ہوئی ہیں، بے جان ہیں، تو دشمنی پڑ گئی، بڑے بڑے مکے کے سردار دشمن بن گئے۔ یہ رسولِ پاکؐ ہی کا حوصلہ تھا، حضور ﷺ کی شان ہے کہ پھر بھی سمجھائے جاتے ہیں، مشرکین سامنے آ کر کہتے تو جادوگر ہے نعوذ باللہ نقلِ کفر کفر نباشد۔ اے محمد ﷺ تمہارا دماغ خراب ہوگیا۔ دماغ تو اُن کا اپنا خراب تھا۔ لیکن حضورؐ پھر بھی دعا فرماتے، یا اللہ ان کو ہدایت دے۔ کیا اب بھی کوئی خانے کعبے میں بُت ہے؟ یہ اصل تو فیض حضور ﷺ کا ہے۔ لیکن دس ہزار صحابہؓ کا لشکر ہجرت کے آٹھویں سال رسولِ پاک کے جھنڈے تلے مدینے سے چلا اور مکہ فتح کیا۔ کافروں کا زور ٹوٹ گیا۔ تو ان دس ہزار کو بھی ماننا ہے یا نہیں؟ تاریخوں میں دیکھ لو۔ بائیبل میں ہے، پہلی کتب میں خبر تھی کہ دس ہزار قدوسی آئے۔ بھئی! رسولِ پاک ﷺ کو تو ماننا ہے، بغیر مانے ایمان نہیں، اور وہ جو دس ہزار حضور ﷺ کے ساتھ مہاجرین وانصار، اور چار یارؓ ہیں، اُن کو بھی ماننا ہے یا نہیں؟ یہ سمجھ لو تو سارے جھگڑے ختم۔ حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خصوصی حکم دیا، کہ اے علیؓ جہاں بت دیکھو، چوک چوراہے میں توڑ دو۔ پھر حضور ﷺ خود خانے کعبے میں داخل ہوئے، آپ ﷺ چھڑی مبارک سے اشارہ کرتے تو اُن کا ربّ منہ کے بل گر جاتا۔ بڑے بڑے قریش، تلوار زن اُن کے سامنے سجدہ میں جھکتے تھے جو بے جان چیز تھی، آخر اللہ

نے خانے کعبے کو بچانا تھا۔ ساری گندگی صاف کی، جو تصویریں، پیغمبروں کے نام پر دیواروں پر تھیں سب حضور ﷺ نے مٹوا دیں۔ بھئی! وہ دن اور آج کا دن، پھر وہاں بت نہیں آئے۔ سبحان اللہ۔

✷......حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور رحمۃ للعالمین نے حکم دیا۔ اے بلال رضی اللہ عنہ خانے کعبے کی چھت پر چڑھ کر تو اذان دے، آج تجھے کوئی روکنے والا نہیں۔ حضور ﷺ ہر اس شخص کی قدر کرتے کہ جس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت اور اللہ کی محبت ہوتی تھی۔ ابولہب سگا چچا، قرآن نے اس کو کافر کہا، اس کی بیوی کافر، کیونکہ حضور ﷺ کو نہ مانا، اس کو چچا ہونا فائدہ نہ دے سکا۔ ''تبت یدا ابی لھب و تب'' سورۃ نازل کی، تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ صرف رشتہ داری کام آئے گی۔ اللہ رسول کا بن جائے تو رشتہ داری کام آئے گی۔ بلال رضی اللہ عنہ کی رشتہ داری نہیں، رنگ گورا نہیں، کالا حبشی، لیکن اللہ رسول کا عشق آیا تو پیارے ہو گئے۔ سبحان اللہ، پھر حضور ﷺ نے حوصلہ افزائی کرنی تھی۔ سارے اصحاب، اذان دے سکتے تھے، رسولِ پاک ﷺ نے چنا کس کو؟ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو، تاکہ قیامت تک یہ نقشہ رہے کہ میرے دل میں اس کی قدر ہے جو میرا تابعدار ہے۔ قریشی بڑے بڑے سارے، گھروں میں داخل ہو گئے۔ اللہ نے حضور ﷺ اور صحابہؓ کا اس طرح رعب ڈالا، میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان سمجھا رہا ہوں۔ دس ہزار تھے یا دو چار، پانچ تھے؟ بھئی! حضور ﷺ کا فیض ہے، سورج کی طرح، ستارے چمک رہے ہیں، حضور ﷺ کے جلوے سب کے چہروں اور سینوں میں ہیں، بدر کی لڑائی، اُحد خندق، تبوک حُنین، ساری لڑائیوں کا قرآن میں ذکر ہے۔ یہ آخری، کفار کا مرکز فتح ہوا۔ بڑے بڑے قریش ڈر کر اندر داخل ہو گئے۔ بھئی! آج حضور ﷺ کی جماعت اور حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تلواروں سے ہم بچ نہیں سکتے، جو قریشی مانتے نہ تھے سب بلائے گئے۔ فرمایا: اے قریشیو! اے میری برادری تم بتاؤ، میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں، سمجھو یہ نقشہ تھا کہ نہ؟ لڑ لڑ کے تھک گئے، ہار گئے، حاضر ہیں۔ ایک بادشاہ فتح کرتا ہے تو تہہ تیغ کرتا ہے، یہ رحمۃ للعالمینؐ ہیں، عرض کرتے ہیں کہ جس طرح بھائی بھائیوں سے کرتے ہیں، برادری تو تھی ناں؟ برادری نہیں رکھی جس نے اللہ رسول کو مانا وہ برادری رہی۔ فرمایا آج میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کے ساتھ کیا۔ لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔'' آج کے بعد میری طرف سے تم پر کوئی گرفت نہیں۔ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطلقاء '' تم آزاد ہو۔ انہوں نے یہ نقشہ دیکھا انہوں نے سوچا ہم تو لڑتے تھے نفس کے لیے، دنیاداری اور وقار کے لیے۔ دشمن قابو پائے تو چھوڑتا نہیں۔ یہ تو کہہ رہے ہیں چلو میں نے

تمہیں معاف کر دیا۔ کتنے لوگ اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ سبحان اللہ! ان کو یقین آ گیا کہ حضور ﷺ سچے پیغمبر ہیں، سچے نہ ہوتے تو خانہ کعبے پر قبضہ نہ کر سکتے۔ ابرھہ حبشہ کا حاکم ہاتھیوں کا لشکر لے آیا تھا، تباہ ہوا جس کا ذکر ہے ''الم تر کیف'' تو قریش کو یقین ہو گیا کہ کعبہ کو اللہ نے ابابیلوں سے بچوایا تھا اگر رسولِ پاک ﷺ سچے پیغمبر نہ ہوتے تو آج ہم شکست نہ کھاتے، حضور ﷺ کے اصحابؓ دس ہزار سچے نہ ہوتے تو آج ہمارا گھیرا نہ ڈال سکتے۔ کئی آدمی انصاف پسند تھے انہوں نے کہا کہ یہ سچے ہیں، کلمہ پڑھو تا کہ تمہیں جنت ملے۔ اب بتاؤ حضور ﷺ کے ساتھ جو دس ہزار تھے ان کو بھی مانیں یا نہ مانیں؟ ایک حضور ﷺ کا دھڑا ہے یا ابوجہل کا دھڑا؟

✱...... ''اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ'' فرمایا محمد ﷺ کے ساتھ جو ہیں، ان کے سنگی ساتھی، جن کو عربی میں اصحاب کہتے ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت اور آپس میں مہربان، دیکھو اس وقت دو دھڑے ہیں، ایک دھڑا کافروں کا، ایک دھڑا مسلمانوں کا، ایک درمیان منافق ہیں، ان کی پوزیشن ہے ہی نہیں۔ وہ دونوں کو راضی کرتے ہیں۔ اصل دو دھڑے کون سے تھے، ایک کافروں کا، ایک مسلمانوں کا۔ تو جو مسلمان حضور ﷺ کے ساتھ تھے وہ ہیں ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ'' صرف چار پانچ حضور ﷺ کے ساتھ تھے؟ حضور ﷺ کا دھڑا اتنا کمزور سمجھتے ہو؟ دھڑا ہے ہی حضور ﷺ کا۔ ربّ نے روایت نہیں۔ قرآن میں بیان فرمایا ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ''۔ جو آپؐ کے ساتھ ہیں وہ مخالف تو ہیں ناں کافر، وہ تو ہے کافروں کا دھڑا، اِدھر کیا ہیں؟ ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ''۔ جو آپؐ کے ساتھی ہیں، اے سنّی مسلمان، ہم کافروں کے دھڑے کے مخالف اور اس حضور ﷺ کے دھڑے کے حق میں ہیں، یہ ہے مذہب اہلسنت والجماعت۔ یا اللہ! مسجد کے اندر، قرآن سامنے، تُو گواہ رہ، ہم تیرے رسولِ پاک ﷺ کو ساری مخلوق سے اعلیٰ مانتے ہیں اور تیرے رسولِ پاک کی سنت کو سارے طریقوں سے اعلیٰ مانتے ہیں، تیرے رسولِ پاک کی جماعت اور دھڑے کو آدم علیہ السلام کے سارے دھڑوں میں سے اعلیٰ دھڑا مانتے ہیں۔ اچھا دھڑا ہے کہ نہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ آپس میں دھڑے تھے، اِدھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُدھر دشمن تھے؟ لیکن ربّ نے فرمایا کہ دو دھڑے ہیں یا حضورؐ کے ساتھ ہیں یا کافروں کے ساتھ۔ مہاجرین جو تھے حضور ﷺ کے ساتھ تھے کہ نہ؟ انصار حضور ﷺ کے ساتھ تھے کہ نہ؟ مسئلہ سمجھو! قرآن نے فیصلہ کیا، ایک دھڑا ہے حضور ﷺ کا ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ'' ان کو اصحاب کہتے ہیں، ایک دھڑا ہے کافروں کا۔ حضور ﷺ کے اصحاب کے دھڑے کی شان کیا ہے؟ کافروں کے مقابلے

میں بڑے سخت، ہم اس طرح مانیں تو پھر قرآن کو مانیں گے۔ اگر کہیں کہ حضور ﷺ کا دھڑا بھی (معاذ اللہ) خراب تھا، نیتیں ٹھیک نہ تھیں، ایمان صحیح نہ تھا پھر ربّ نے کیوں فرمایا؟ قرآن نے سمجھایا بھائی! دو دھڑے ہیں، ایک محمد رسول اللہ ﷺ کا دھڑا ہے، ایک کافروں کا دھڑا ہے۔ اب بھی اگر کوئی کہے کہ کافروں کا دھڑا بھی کافر ہے اور حضور ﷺ کا دھڑا بھی نعوذ باللہ کافر ہے، تو اس جیسا قرآن کا منکر بھی کوئی دنیا میں ہے؟

✵ ......او خدا کے بندے قرآن میں سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سمجھ۔ ان دس ہزار میں چار یارؓ بھی ہیں، کوئی دنیا کی کتاب ہے کہ جو کہے کہ یہ دس ہزار کا جو لشکر مکہ فتح کرنے کے لیے آیا۔ اس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ تھے، عمر فاروق نہ تھے، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نہ تھے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نہ تھے؟ دنیا میں کوئی روایت بھی ہے کہ ان چاروں میں سے کوئی نہ کوئی اس میں نہ تھا؟ بھئی! دس ہزار جن میں یہ چار یارؓ بھی تھے حضور ﷺ کے دھڑے کے ہوگئے۔ ''وَالَّذِینَ مَعَہٗ'' ہوگئے۔ اب ان کی صفات کیا ہیں؟ پہلی صفت کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں، مضبوط۔ یہ کہتے ہیں کہ بھاگ جاتے تھے؟ یہ بھی سمجھا دوں، تو پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ خلافت غصب کر لی؟ بھئی! کوئی بھاگنے والا بھی کسی سے غصب کر سکتا ہے؟ ہمیشہ میں دلیل، عقل سے ایک بات سمجھاتا ہوں۔ بھائی! اگر دوڑنے والے ہیں تو غاصب کیسے ہوگئے؟ اگر چھیننے والے ہیں تو یہ تو مان لو کہ بہادر تھے؟ اور چھینا کس سے؟ جس کا لقب شیرِ خدا؟ بھئی! ایک کمزور آدمی ہوتا ہے ناں، روزانہ اس سے چھینتے رہتے ہو چیزیں، کہ یہ کمزور ہے۔ اُو خدا کے بندو! میں تو یہ سمجھا کہ رسول پاک ﷺ نے جس کو بھی کوئی لقب دیا، سچا ہی دیا، لقب تو ہے شیرِ خدا، لیکن ہے اپنی خلافت کو چھنوانے والا؟۔ خلافت بھی نہیں سنبھال سکتا، تو بتاؤ وہ اللہ کا شیر ہے؟ اگر بالفرض ربّ دے خلافت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو، ربّ نے پہلے خلافت دی ہے، ان کو، اعلان ہوا، جس طرح یہ لوگ کہتے ہیں تو خلافت دنیا کا کام ہے یا دین کا؟ خلافت تو رسولِ پاک ﷺ کی جانشینی ہے، کہ رسولِ پاک نے جو دین چلایا، آپؐ کے بعد جو خلیفہ بنے گا، اس نے وہی دین چلانا ہے؟ وہی کلمہ رکھنا ہے، وہی اذان، وہی نماز، خلیفہ کا کام یہی ہے ناں؟ سمجھو سُنی! رسولِ پاک ﷺ کے بعد خلیفہ کون بنے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بنے تو وہی ہیں ناں؟ پھر کون بنے، پھر کون؟ یہ تقریباً ۲۵ سال چاروں خلفاء کا زمانہ، ہم سُنّیوں کا ایمان عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح بنے ہیں اسی طرح ان کا حق تھا۔ یہی انصاف تھا، اور اسی طرح ربّ نے قبول کیے۔ ہمارا فیصلہ تو آسان ہے۔

✵ ......دوسرے کہتے ہیں کہ بنے تو اسی طرح لیکن زبردستی بنے ہیں؟ ان کا حق نہ تھا، حق علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تھا؟ اور اللہ اور اللہ کے رسول کا اعلان تھا کہ علیؓ خلیفہ ہیں، لیکن زبردستی، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نہ مصلّی دیا، اور نہ خلافت دی، چھین لی؟ بھئی! جو آدمی زبردست، طاقتور ہو وہی چھینتا ہے ناں؟ طاقتور چھینتا ہے یا کمزور؟ معلوم ہو کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے طاقتور تھے؟ چلو طاقتور سہی، لیکن اللہ نے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت دی تھی تو پھر اُن کو اپنی خلافت کی حفاظت، رکھوالی کرنی ضروری تھی یا نہ؟ یہ دین کی وراثت ہے ناں؟ دنیا کی مثال دیکھو! کہ ایک باپ وراثت چھوڑتا ہے، زمین، جاگیر، بیٹا لائق، طاقتور ہے تو لوگ اس سے نہیں چھینتے۔ بیٹا نالائق ہے تو لوگ چھین کر لے جاتے ہیں۔ دنیا میں بھی جو دنیا کی چیز چھنوائے تو کہتے ہیں کہ یہ بڑا کمزور ہے۔ نالائق ہے اور جس کا لقب شیرِ خدا ہے۔ وہ نہ کمزور تھا نہ نالائق تھا اور اللہ رسول ایک حق دیتے ہیں خلافت و جانشینی دیتے ہیں تو پھر شیرِ خدا بغیر گردن کٹوائے کس طرح چھنوا سکتے ہیں۔ اگر زبردستی چھنوائی تو کمزور ثابت ہوئے، شیرِ خدا نہ رہے؟ پھر اللہ تعالیٰ اس طرح مدد کرتا ہے کہ آدمی مقابلہ نہیں کر سکتے تو ابابیلوں سے ہاتھیوں کے لشکر کو مرواتا ہے، اگر بالفرض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آدمی کم تھے، مقابلہ نہ کر سکتے تھے تو جس اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا، وہ اللہ اپنی کُن کی طاقت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فتح دیتا؟ دو سال پہلے امام مہدی کا نام لے کر خانے کعبے میں گھس گئے، شاہ خالد جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیروں کی خاک کا کروڑواں حصہ بھی نہیں شاہ خالد نے ان کو نکال کر مار کر خانے کعبے کو صاف کیا یا نہ؟ اور خدا کے بندو! یہاں تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان کو کیوں نہیں سمجھتے؟ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ جانتے کہ میرا حق ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا، مصلّی اور خلافت، تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ناں کہ گردن کٹا کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرح شہید ہی ہوتے؟ دیکھ سکتے ہیں کہ خانہ کعبہ بھی، صدیق و فاروق رضی اللہ عنہ چھین لیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ بھی، اور مصلّی بھی اور باغِ فدک بھی چھین لیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نمازیں بھی پیچھے پڑھتے رہیں بھئی! کم از کم مسجد الگ بنا کر۔ جو یہ کلمہ پڑھتے ہیں، اگر یہ کلمہ سچا ہے، جو یہ کہتے ہیں ''علی ولی اللہ، وصی رسول اللہ خلیفتہ بلافصل'' تو علی المرتضیٰ اپنا کلمہ تو جاری کرتے ناں؟ کوئی دنیا کی کتاب نہ ملے گی انشاء اللہ جس میں لکھا ہو کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ کلمے میں پڑھے یا پڑھائے؟ تو کیا تم سمجھتے ہو کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کلمے کی بھی حفاظت نہ کر سکتے تھے؟ اذان بھی نہ دے سکتے تھے؟ خلافت تو الگ ہوئی ناں۔ آج دیکھو مسجد الگ، امام باڑہ الگ، اگر ہجرت کے کئی سال بعد امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوئے، وہاں نمازیں

جماعت کے ساتھ پڑھیں یا نہ؟ وہاں اذانیں دیں یا نہ؟ کسی دنیا کی کتاب میں سے ثابت کہ امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت اذان سنیوں والی نہیں دی شیعوں والی دی؟ اگر یہ اذان ہوتی تو امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں جان دے سکتا ہے تو اذان نہیں دے سکتا؟ کلمہ نہیں پڑھ سکتا؟ اے اللہ کے بندو! باریک مسئلے علم کے تو الگ ہوتے ہیں، نہیں سمجھ آتے، موٹا مسئلہ بھی نہیں سمجھتے؟ اگر کلمہ اور اذان بھی نعوذ باللہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے دَور میں نہیں پڑھا سکتے تو میرے نزدیک وہ علیؓ، آدم علیہ السلام کی اولاد میں ہے ہی نہیں کہ جو کلمہ ہی صحیح نہ پڑھائے اور اذان بھی؟ ہمارا علی رضی اللہ عنہ وہی ہے جو شیرِ خدا ہے، نہ ڈرتا ہے، نہ جھکتا ہے۔

✷ ...... ''رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' آپس میں مہربان، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم، چار یار خاص تھے، بتاؤ ان کی کوئی آپس میں لڑائی ہوئی ہے؟ بھئی! جس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لڑائی کی؟ جس وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بنے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لڑائی کی؟ جس وقت حضرت عثمان ذوالنورینؓ بنے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لڑائی کی؟ چوبیس پچیس سال علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، لڑائی تو رہی ایک طرف بیعت کر کے، پیچھے نمازیں پڑھتے رہے، سنی مذہب کی کتب میں بھی یہی ہے اور شیعہ مذہب کی کتب میں بھی یہی ہے۔ اب ہم چاروں کو کیوں نہ مان لیں؟ حق چار یارؓ، ہم تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے طریقے پر چل رہے ہیں کہ انہوں نے تینوں یاروں کے پیچھے نمازیں پڑھیں، بیعت کی۔ آج ہم کہیں کہ معاذ اللہ وہ دشمن تھے، تو پہلے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھیں کہ یا علیؓ'' ہمیں تو آج پسند نہیں اور آپ نمازیں پڑھتے رہے، تو آپ کی نمازیں کس طرف جائیں گی؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس طرح کمزور بنایا ہوا ہے کہ انہیں نہ کلمے کی ضرورت، نہ اذان کی ضرورت، نہ نماز کی، نہ خلافت کی، یہ علیؓ، آدم کی اولاد میں کوئی نہیں، ہمارا علی رضی اللہ عنہ اور ہے آج تم ذرا روٹھتے ہو تو امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے چاہے شریعت میں ہو بھی جاتی ہو۔ کئی خانے کعبے کے امام اور مسجد نبوی کے امام پیچھے وہاں نہیں پڑھتے، کہ ہماری نہیں ہوتی۔ اُن کی آج نہیں ہوتی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اُس وقت ہوگئی، جب انہوں نے تازہ خلافت چھینی؟ یہ بات نہ عقل کی ہے نہ ایمان دین کی ہے۔ اگر پہلے خلیفہ ہوتے تو وہ اپنا حق لیتے، شہید ہی ہوتے ناں؟ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کو نہیں مانا، گردن کٹائی، تو شیر خدا، بہادر، انہوں نے زیادہ نمونہ خلافت کا دکھانا تھا یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے؟ امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کے میدان میں ثابت کر دیا، یزید کو میں نہیں مانتا،

گردن کٹاتا ہوں، واقعہ کربلا سے تو تین کی خلافت حق ثابت ہوئی؟ سوال یہ ہے کہ حضرت حسینؓ نے جس کو دل سے نہیں مانا، زبان سے بھی نہیں مانا، ہاتھ سے بھی نہیں مانا، بہادروں کا یہی کام ہوتا ہے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی موجود امامِ حسنؓ بھی موجود، امامِ حسینؓ بھی موجود اور تین یار بھی موجود، ہر خلیفہ کی بیعت، اور چوبیس سال ان تینوں خلیفوں کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے، ان کی کتب میں بھی ہے ناں؟

اب ان کے بڑے بڑے مولوی کہتے ہیں کہ اُن کی اقتداء کی نیت نہیں کرتے تھے؟ اچھے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں پانچوں وقت اگلی صف میں کھڑے ہوجاتے ہیں، سارے اصحاب دیکھتے ہیں کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہیں، جس کی نیت نہیں کھڑا کیوں ہوتے ہیں؟ کونسی مجبوری تھی؟ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پہلی صف میں کھڑے ہوکر بتایا کہ یہ میرا خلیفہ ہے، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلّے پر کھڑا کیا تو میں نے نماز پیچھے پڑھی۔ پڑھی یا نہ؟ سترہ نمازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلّے پر کھڑا کرا کر پڑھائیں، سارے صحابہؓ نے پیچھے پڑھیں، کوئی ایسی روایت نہیں، کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس میں نکل جاتے تھے؟ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سترہ نمازوں کا امام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بنا تو سب صحابہ نے پڑھی، تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھوڑ دینی تھی؟ نماز کا مسئلہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سامنے ثابت کرکے، دکھا گئے، کہ میں بیمار ہوں تو میرے مصلّے پر سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور کوئی نہیں کھڑا ہوسکتا۔ اور نماز بڑی عبادت ہے، پانچ وقت چوبیس برس، حضرت حسنؓ، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پڑھی، کوئی لڑائی نہیں، کوئی جھگڑا نہیں، نمازیں بھی وہاں، حج بھی ساتھ، سب کچھ ساتھ، ثابت ہوا کہ یہ سارے "رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" کہتے ہیں جی کہ نیت نہ کرتے تھے امام کی؟ نیت نہیں کرتے تھے تو کھڑا کیوں ہوتے تھے؟ کسی کو کیا پتہ کہ نیت کی ہے یا نہ؟ ہم تو سمجھتے ہیں کہ نیت کرتے تھے تو جبھی کھڑے ہوتے؟ پھر کہتے ہیں کہ وہ تو ستون کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے؟ کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ستون تھے؟ نہ وہاں جاتے اور نہ یوں صفوں میں کھڑے ہوکر نماز پڑھتے؟ تکبیر تحریمہ ہوتی تھی، حضرت ابوبکرؓ ہاتھ باندھتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے کھڑے ہوتے تھے کہ نہ؟ رکوع پیچھے، سجدہ پیچھے، التحیات پیچھے، سب کچھ پیچھے مان جاؤ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جس کو امام مانا، اس کو ہم نے امام مان لیا۔ مقابلہ نہیں لڑائی نہیں، جھگڑا نہیں، کچھ نہیں۔

چراغِ ہدایت

معارفِ مدنیہ

مرتب: مولانا محمد ابوبکر غازی پوری رحمہ اللہ

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہ کی ذات گرامی مجموعہ کمالات تھی اس صدی کی اسلامی تاریخ میں اس جیسی نابغہ و نادرۂ روزگار شخصیتیں بہت کم نظر آتی ہیں، اللہ نے آپ کی ذات کو گوناگوں کمالات سے متصف کیا تھا، آپ جید الاستعداد عالم، بے مثال محدث، اسلام کے جاں باز سپاہی، مشہور قومی لیڈر، عارف ربانی، زاہد مرتاض تقوی و اخلاص کے پیکر، مجسم تواضع، شان عبدیت کے مظہر حاتم طائی سے بڑھ کر جود وسخا میں ممتاز اور مہمان نواز ایسے کہ اس کی مثال ان کے ہم عصروں میں دیکھنے کو نہیں ملتی، حق گو دیباک، غیور وخودار راہب شب بیدار عشق نبوی سے سرشار اور سنت نبویہ کے ایسے فدائی کہ خلاف سنت کوئی قدم اٹھانے کو تیار نہیں۔

حضرت شیخ الاسلام کے زیر تربیت رہ کر بلا مبالغہ لاکھوں انسانوں نے رشد وہدایت کے چراغ سے اپنے قلوب کو منور کیا اور راہ مستقیم پر لگ گئے۔

حضرت رحمہ اللہ کے مکتوبات جو چار جلدوں میں چھپے ہیں، علم وتحقیق، معرفت اور حقائق علمیہ و دینیہ کا ایک بیش بہا خزانہ ہیں، ہم ناظرین کے لیے اس میں سے کچھ موتی چن کر پیش کر رہے ہیں۔

① حضرت مدنی سے پوچھا گیا کہ صبر مقدم ہے یا شکر، ارشاد ہوا، صبر مقدم شکر ہے، اس لیے اس کو مقدم کیا جانا ضروری ہے، صبر میں نفس کے خلاف کوشش ہوتی ہے، اس لیے اس کو بہت زیادہ مشکل سے سامنا ہوتا ہے، بدیں وجہ تاکید (صبر کی) زیادہ ہونی لازم ہے۔ بخلاف شکر کے اس میں اس قدر نفس پر مشقت نہیں ہے، ورنہ اصلی عبادت شکر ہے۔

② فرمایا، کتب فقہ میں یہ جزئیہ موجود ہے کہ اگر نکاح میں زوج کا ارادہ مہر ادا کرنے کا نہ ہو تو زوجین کا اجتماع سفاح (زنا) کہلائے گا۔

③ بعض خاندانوں میں جو زیادہ مہر باندھنے کا رواج ہے اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

وہ خاندان جو کہ زمانہ حکومت اسلامیہ میں لاکھوں بلکہ کروڑوں کے مالک تھے آج بھی (یعنی جب کہ ان کی سابقہ حالت باقی نہیں رہ گئی ہے) ان کے یہاں لاکھوں کی مقدار پر یا ہزاروں کی مقدار پر مہر چلے آتے ہیں اور بہت سے خاندان والے زیادہ سے زیادہ مہر کی عادت کیے ہوئے ہیں، محض تفاخر و نام آوری کے لیے شرافت اور مالی خاندانی معیار ہی ان بے وقوفوں کے یہاں مہر کا غالی تر ہونا ہوگیا ہے، ان صورتوں میں زوج کیسے ارادہ ادائے مہر کرسکتا ہے اس کے گھر میں اتنے کھوٹے نریئے بھی نہیں جتنا مہر باندھا جاتا ہے، زبان زدہ ہوگیا ہے کہ بیوی سے معاف کرالیں گے بلکہ بعض بیوقوف تو یہ کرتے ہیں کہ بیوی کو پہلی شب مجبور کر کے معاف کراتے ہیں ایسی صورتوں میں ارادہ مہر کہاں پایا جاتا ہے۔ (اور اگر مہر کے ادا کرنے کا ارادہ نہ ہو تو بیوی سے ہم بستری زنا قرار پائے گی)۔

④ فرمایا، ہمیشہ اصلاح و تبلیغ میں جناب باری عز وجل کا ارشاد فقولا له قولا لينا (یعنی نرم بات کہو) اور ادع الى سبيل ربك (یعنی اپنے رب کی طرف دانشمندی اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلاؤ) کا خیال رکھنا چاہیے۔

⑤ فرمایا: اس دار دنیا میں محن و مصائب کے وہ لوگ زیادہ نشانے بنائے گئے ہیں جن کو تقویٰ اور دیانتداری میں ید طولیٰ حاصل ہوتا ہے۔

فرمایا: اصل مقصود حضوری مسمّٰی ہے (یعنی اللہ کی ذات کا استحضار) ذکر اسم لسان ہو یا قلبی ذریعہ اور آلہ ہے مقصود حاصل ہونے کے بعد آلات کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ اس لیے اصلی اشتغال تو مراقبہ کے ساتھ رہنا چاہیے۔ ذکر لسانی یا قلبی اگر اس کی اعانت کے لیے کیا جائے فبہا معین ہونے کی صورت میں کرتے رہیے۔ ورنہ فقد مراقبہ و توجہ الی الذات ہی میں جس قدر وقت صرف کریں کیجیے۔

⑥ فرمایا: دلائل الخیرات بھی مجموعہ صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر اس کا ورد ہو تو بہتر ہے، مگر سب سے بہتر یہ ہے کہ مندرجہ ذیل درود شریف کا بمقدار معین ایک سو بار یا اس سے

زائد رکھیں۔

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد واله وصحبه وبارك وسلم كما تعجب وترضى عدهاتحب و ترضى۔

⑦ فرمایا: سلسلہ تبلیغ میں جس قدر جدوجہد ہو مستحسن ہے۔ مناسب ہے کہ یہ اسکیم جاری کی جائے کہ ہر ممبر اسکیم تبلیغی اس کا ذمہ دار ہو کہ کم از کم دس بے نمازیوں کو نماز سکھلائے گا اور ان کو پورا نمازی پابند نماز و جماعت کر دے گا۔

⑧ فرمایا: دیہات میں ابتدائی مکاتب جاری کر دینا جس قدر ممکن ہو، اشد ضروری ہے جن میں قرآن و دینیات اور لکھنے پڑھنے اور حساب کی ابتدائی تعلیم جاری کی جائے جو دن میں نہ پڑھ سکیں ان کو شب میں مغرب سے عشاء تک تعلیم دی جائے مسلمان غرباء کی تعلیم از بس ضروری ہے یہ اسکیم اطراف و جوانب میں پھیلایئے۔

⑧ فرمایا: (قرآن کی) تفسیر کے اندر جہاں تک ہو سکے احتیاط سے کام کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ کچھ لغزش ہو جائے، احادیث نبویہ کے مطابق تفسیر اور ترجمہ ہونا ضروری ہے۔ اپنی رائے کو کوئی دخل نہ ہو متقدمین مفسرین کے اقوال سے باہر قدم نہ رکھنا چاہیے۔

⑨ فرمایا: صدقہ دافع بلاء اور وباء ہے، اس لیے مصیبت کے وقت جہاں تک ہو سکے صدقات و خیرات زیادہ کرنا چاہیے۔

⑩ فرمایا کہ: استقامت اور اتباع سنت عظیم الشان نعمت ہے قرآن مجید وہ انتہائی نعمت ہے جس کو امت خیر الامم ہی کے لیے پروردگار عالم نے محفوظ و مقرر ازل فرمایا تھا۔ اس پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔

⑪ فرمایا: اتباع سنت سینہ میں ہمیشہ کوشاں رہیں اور جہاں تک ممکن ہو ذکر میں کوتاہی نہ کریں جو وقت بھی خدا کے ذکر میں گزرے وہی زندگی ہے۔

⑫ فرمایا: مولانا تھانوی کے مواعظ بہت مفید ہیں ضرور ان کا مطالعہ رکھیں۔

⑬ پریشانیوں کے ازالہ کے لیے فرمایا۔

روزانہ تین سو مرتبہ بعد از عشاء لا الٰہ الا انت سبحانك انی كنت من الظلمین پڑھ لیا کریں اور سوتے وقت ستر ہ مرتبہ الم نشرح لك پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔

⑭ فرمایا: اسلام نے کسی صورت میں بھی غلامی پر قناعت نہیں کی بہت سی نصوص سے دلالۃ و صراحۃ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا تقاضا حکومت اور سربلندی ہے۔

⑮ فرمایا: بلاشبہ اسلامی قوانین ہی دنیا کے لیے حقیقی امن وسلامتی کے ضامن ہیں۔

⑯ فرمایا: کہ شرعی عقلی مادی ہر حیثیت سے چھیڑنے اور ابتداء کرنے والا ہی مورد الزام اور گنہگار قرار دیا جاتا ہے اگر کسی نے گدھے کو چونکا لگایا اور گدھے نے لات مار کر نقصان پہنچایا تو یہ نقصان چونکا لگانے والے ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے گدھا مورد الزام نہیں قرار دیا جاسکتا۔

⑰ فرمایا: ایک محمدی کو حسبِ اقتضائے فطرت اور عقل لازم ہونا چاہیے کہ وہ اپنے آقا کا سا رنگ ڈھنگ چال چلن، صورت سیرت، فیشن کلچر وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن اور کلچر سے پرہیز کرے، ہمیشہ عقل اور فطرت کا تقاضا یہی رہا ہے اور یہی ہر قوم اور ہر ملک میں پایا جاتا ہے، آج یورپ سے بڑھ کر روئے زمین پر حضرت محمد ﷺ اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے واقعات کو دیکھیے، اس بنا پر جو ان کے خصوصی شعائر اور فیشن ہیں ہم کو اس سے انتہائی تنفر ہونا چاہیے۔ خواہ وہ لباس سے تعلق رکھتا ہو یا بدن سے خواہ زبان سے یا تہذیب و عادات سے ہر جگہ اور ملک میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب چیزیں پیاری معلوم ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض اور اوپری، بالخصوص جو چیزیں دشمن کی خصوصی شعائر ہو جائیں، اس لیے ہماری جدوجہد اس میں ہونی چاہیے کہ ہم غلامان محمد ﷺ اور ان کے فدائی بنیں نہ کہ غلامان کوزن وہارڈنگ وفرانس وامریکہ وغیرہ۔

راہ ہدایت

سنت کی تعریف اور اس کا حکم

مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب، لاجپوری (انڈیا)

خدارا سنت کی قدر پہچانو اور حضور اقدس ﷺ کی سنتوں کو مضبوطی سے تھام لو اور آپ کی مبارک اور نورانی سنتوں کو زندہ کرنے کی بھرپور کوشش کرو۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر سنت کی تعریف اور اس کا حکم بیان کر دیا جائے۔ سنت وہ کام جس کو نبی کریم ﷺ نے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور اس کی تاکید ہو۔

⚪......حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ۔ تم اپنے اوپر میری سنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم کرلو اور دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔

(مشکوۃ شریعت ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ)

⚪......نیز حدیث میں ہے: عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحیٰ الیّ یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة النحوم فی السّماء بعضھا اقوی من بعض ولکلٍّ نورٌفمن اخذ بشیء مماھم علیه من اختلافھم فھو عندی علی ھدیً ۔ قال۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ رواہ زین

(مشکوٰۃ شریف ص ٥٥٤، باب مناقب الصحابة

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کی بابت حق تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری جانب وحی فرمائی، میرے نزدیک آپ کے صحابہ کا مرتبہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہے کہ بعض ستارے بعض سے قوی ہیں۔ لیکن ہر ستارہ میں نور ہے، جن چیزوں میں صحابہ کے

درمیان اختلاف ہوا ان میں کسی کے قول کو اختیار کرے گا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا، اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، ان میں سے جن کی اقتدار کرو گے۔ ہدایت کی راہ پاؤ گے۔"

مزید احادیث وفتاویٰ رحیمیہ ص ۷۹ تا ۹۲ جلد چہارم میں ملاحظہ فرمائیں۔

پھر سنت کی دو قسمیں ہیں ① سنت مؤکدہ ② سنت غیر مؤکدہ۔

① سنت مؤکدہ وہ ہے جس کو حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو یا کرنے کی تاکید کی ہو اور بلاعذر کبھی ترک نہ کیا ہو، اس کا حکم بھی عملاً واجب کی طرح ہے یعنی بلاعذر اس کا تارک گنہ گار اور ترک کا عادی سخت گنہ گار اور فاسق ہے اور حضور اقدس ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ (فتاوٰی رحیمیہ ص ۴۱۱، ج ۲)

پھر سنت مؤکدہ کی دو قسمیں ہیں ① سنت عین ② سنت کفایہ۔

① سنت عین وہ ہے جس کی ادائیگی ہر مکلف پر سنت ہے جیسا کہ نماز تراویح وغیرہ۔

(ب) سنت کفایہ وہ ہے جس کی ادائیگی سب پر ضروری نہیں یعنی بعض کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گی اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسا کہ محلّہ کی مسجد میں جماعتِ تراویح وغیرہ۔

اتباعِ سُنت کے متعلق ارشاداتِ نبوی ﷺ

۞......عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلّم ......من احبّ سُنّتی فقد احبتنی ومن احبتنی کان معی فی الجنّة ۔ (راوہ الترمذی و مشکوٰة شریف ص ۳۰ بالاحتصام بالکتاب والسنة)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا......اور جس نے میری سنت سے محبت کی (یعنی اس پر عمل کیا) تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

۞......نیز ارشاد فرمایا:عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من تمسّك بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری امت میں فساد کے وقت میری ایک سنت کو مضبوطی سے پکڑا (اور اس پر عمل کیا) تو اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

فساد کے وقت ایک سنت زندہ کرنے پر سو شہیدوں کا ثواب کیوں ملتا ہے؟ اس کے متعلق

حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بڑی اچھی بات تحریر فرمائی ہے:

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شھید کہ اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا کیونکہ شہید حقیقی کو جو کفار کے مقابلہ میں لڑ کر شہید ہوا زخم کی تکلیف ایک بار اٹھانی ہوتی ہے اس واسطے وہ ایک شہید کا ثواب پاتا ہے اور یہ شخص جو ایسے زمانہ میں کہ کفار اور فساق کا غلبہ ہو رہا ہے۔ سنت نبوی پر چلنے میں ہر طرف سے طعن اور تشنیع کے زخم سے ہر دم جراحت جسمانی اور روحانی کے الم اور رنج میں گرفتار رہتا ہے اس لیے اس کو سو شہید کا ثواب ملے گا اور ہمیشہ مومنین نے مفسدوں اور بے دینوں کے ہاتھ سے اس طرح طرح تکلیف پائی ہے جیسا فرمایا حضور ﷺ نے قال علیہ السلام اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل بہرحال رضا مندی اور تابعداری اللہ اور رسول کی ہر کام میں ضروری ہے اور یہی باعث ہے فلاح اور بہتری کا۔ دنیا چند روزہ ہے آخر اسی اپنے مالک اور خالق سے معاملہ پڑے گا تو ایسا کرنا چاہیے کہ وہاں شرمندگی نہ اٹھاوے اور دوزخ کا کندہ نہ بنے بلکہ اچھے اعمال، عمل میں لا کے خوشی اپنے خداوند قدوس کی حاصل کر کے سزاوار بہشت کے جانے کا اس کے فضل و کرم سے ہوئے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم اللھم اجعلنا منھم اور حضور ﷺ کی سنت سے انکار کرنے کو اللہ کے غضب کا سبب سمجھے۔ ربنا انک من تدخل النار فقدا خزینہ وما للظلمین من انصار، فلاتجعلنا منھم۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابی قیل ومن قال من اطاعتی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی اور تابعداری رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عین تابعداری اللہ تعالیٰ کی ہے، اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ و من تولی فما ارسلنک علیھم حفیظا ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشھدین۔ مسائل اربعین فی سنۃ سید المرسلین ﷺ، ص ۳، ۴۔

نیز حدیث میں ہے: من حفظ سنتی اکرمہ اللہ باربع خصالٍ المحبّۃ فی قلوب البررۃ والھیبۃ فی قلوب الفجرۃ والسّعۃ فی الرزق والثقۃ فی الدین۔ یعنی! جس نے میری سنت کی حفاظت کی (دل و جان سے اس کو مضبوط پکڑ لیا اور اس پر عمل کیا) تو اللہ تعالیٰ چار باتوں سے اس کی تکریم کرے گا (۱) نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کرے گا (۲) فاجر اور بدکار لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت ڈال دے گا (۳) رزق فراخ کر دے گا (۴) دین میں پختگی نصیب فرمائے گا۔ (شرح شرعۃ الاسلام ص ۸، لسید علی زادہ)

⭘......نیز حدیث میں ہے:عن مالك بن انس رضى الله عنه مرسلًا قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تركت فيكم امرين لن تضلوا ماتمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسول صلى الله عليه وسلم رواه فى الموطا۔
(مشكوٰة شريف ص ۳۱)

''حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اور دوسری چیز رسول اللہ ﷺ کی سنت۔'' (مشکوٰۃ ص۱۳)

⭘......نیز حدیث میں ہے: من احيىٰ سُنتى فقد احيانى ومن احيانى كان معى فى الجنة ۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی شریف ص۹۲ ج ۲)

⭘......امام مالک رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:ان السنة مثل السفينة نوح من ركبها نجىٰ ومن تخلف عنها غرق ۔یعنی سنت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے مانند ہے جو اس میں سوار ہوگیا (گمراہی سے) بچ گیا اور جو اس پر سوار نہ ہوا (یعنی سنت کو چھوڑ دیا) تو وہ غرق ہوگیا (یعنی ضلالت و گمراہی کے گڑھے میں گرگیا) (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۱، ج ٦)

⭘......امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ رب العزت کو خواب میں دیکھا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمٰن تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو، میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار آپ کے فضل سے کرتا ہوں، اس کے بعد پھر میں نے کہا، اے رب! مجھے اسلام پر موت نصیب فرما، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وعلى السنة اسلام کے ساتھ سنت پر موت آنے کی بھی دعا اور تمنا کرو۔

عن الاوزاعیؒ قال رأيت رب العزت فى المنام فقال لى يا عبدالرحمٰن انتَ الذى تأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر فقلت بفضلك يا ربّ وقلت يا رب امتنى على الاسلام فقال وعلى السنة۔ (تلبيس ابليس ص ۹)

اِتباعِ سُنّت سے محبوبیت کا راز

⭘......حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کی اتباع میں خاص برکت کا راز یہ ہے کہ جو شخص آپ علیہ السلام کی ہیئت (وضع) بناتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کو محبت اور پیار آتا ہے کہ یہ میرے محبوب کا ہم شکل ہے۔ پس یہ وصول کا سب

سے اقرب طریق ہے (اللہ تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ ہے)۔ (کمالات اشرفیہ، بحوالہ مواعظ درد محبت ص ۹۸ از حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

سنت کو ہلکا سمجھنے کا انجام

○......تفسیر عزیزی میں ہے: من تهاون بالاداب عوقب بحرمان السنة ومن تهاون بالسنة عوقب بحرمان الفرائض ومن تهاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفة...... یعنی جو شخص آداب میں سُستی کرتا ہے وہ سنت سے محرومی کی بلا میں گرفتار کیا جاتا ہے اور جو سنت میں سُستی کرتا ہے اور اسے ہلکا سمجھتا ہے وہ فرائض کے چھوٹنے کی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور جو فرائض میں سستی کرتا ہے اور ان کو خفیف سمجھتا ہے وہ معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ (تفسیر عزیزی ص ۴۲۳) سورہ بقرہ تحت الآیہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ...... ذٰلك بما عصوا و كانوا يعتدون) نیز فضائل حج ص ۶۱، اجمالی آداب)۔

سُنّت کی اہمیت اور حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ ایک واقعہ

○......حضرت محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک بزرگ چشتیہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ مجھ کو کئی سال نسبت حق میں قبض تھا، آپ کے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قبض کی شکایت کی تو حضرت خواجہ کی توجہ و دعاء سے میری حالت قبض بسط سے بدل گئی۔ آپ بھی کچھ توجہ فرمائیں کیونکہ حضرت خواجہ رحمہ اللہ نے اپنے تمام خلفاء اور مریدین کو آپ کے حوالہ کر دیا ہے، تو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میرے پاس تو اتباع سنت کے سوا کچھ بھی نہیں، یہ سنتے ہی ان بزرگ پر حال طاری ہوا اور کثرت نسبت اور قوت باطنی کے اثرات سے سرہند شریف کی زمین جنبش کرنے لگی، حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے ایک خادم سے فرمایا کہ طاق میں سے مسواک اٹھالاؤ، آپ نے مسواک کو زمین پر ٹیک دیا اسی وقت زمین ساکن ہوگئی اور ان بزرگ کی کیفیت جذبی بھی جاتی رہی، اس کے بعد آپ نے ان بزرگ سے فرمایا کہ تمہاری کرامت ہے زمین سرہند جنبش میں آگئی اور اگر فقیر دعا کرے تو انشاء اللہ سرہند شریف کے مردے زندہ ہو جائیں لیکن میں تمہاری اس کرامت (جنبش زمین) سے اور اپنی اس کرامت سے کہ دعا سے سرہند شریف کے تمام مردے زندہ ہو جائیں، اثناء وضو میں بطریق سنت مسواک کرنا بدرجہا افضل جانتا ہوں۔ (دیباچہ دُرلا ثانی شاہ محمد ہدایت علی جے پوری، ص ۷۰۶، ج ۳)

ابطالِ باطل

قسط:84

ماہ نامہ ’’افکارِ العارف لاہور‘‘ کے جواب میں

تلبیسات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

امام غزالی رحمہ اللہ (م ۵۰۵) نے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

مافضلکم ابوبکر بکثرۃ صیام۔ ولاصلاۃ ولکن بسِر وقرنی صدرہ۔(قواعد العقائد ج ۱، ص ۱۱۶)

ترجمہ: ’’ابوبکر تم سے نماز روزے کی کثرت کی بنا پر افضل نہیں ہوئے بلکہ اس راز کی وجہ سے افضل ہوئے جو ان کے دل میں بھر دیا گیا ہے۔‘‘

علامہ ابومحمد عفیف الدین یافعی (م ۷۶۸ھ) نے فرمایا ہے:

وردمن قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : مافضلکم ابوبکر بکثرۃ صلاۃ ولاصوم ولکن بشئ وقرفی صدرہ۔ (مرأۃ الجنان، ج ۱، ص ۶۰)

ترجمہ: ’’حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ابوبکر تم لوگوں سے نماز، روزے کی زیادتی کی بنا پر افضل نہیں ہوئے۔ بلکہ اس وجہ سے ہوئے کہ ان کے سینے کے اندر ایک خاص چیز ودیعت کر دی گئی ہے۔‘‘

الشیخ شرف الدین حسین بن عبداللہ الطیبی (م ۷۴۳ھ) نے لکھا ہے:

وفی الحدیث: لم یفضلکم ابوبکر بکثرۃ صوم۔ ولاصلاۃ ولکنہ لشئی وقرفی القلب۔ (فتوح الغیب ج ۵، ص ۱۶۵)

ترجمہ: ’’حدیث میں ہے کہ ابوبکر تم لوگوں سے افضل کثرت صوم وصلاۃ کی وجہ سے نہیں ہوا ہے، بلکہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ اس کے دل میں ایک خاص چیز بھر دی گئی ہے۔‘‘

علامہ ابوالقاسم شہاب الدین دمشقی (م ۶۶۵ھ) نے خطبۃ الکتاب المؤمل ج ۱، ص ۱۵۳ میں

فرمایا ہے:

وما فضل ابوبکر رضی اللہ عنہ الناس الابشئی وقرفی صدرہ کما شھدلہ سیرالبشر۔

ترجمہ: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ صرف اس وجہ سے افضل ہوئے کہ ان کے دل میں ایک خاص چیز ودیعت ہوئی ہے جیسا کہ صادق ومصدوق سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شہادت دی ہے۔''

علامہ ابراہیم بن عمر بقائی (م ۸۸۵ھ) نے نظم الدرر ج ۲۰ ص ۴۴۰ میں فرمایا ہے:

والخلق انما تفاضلوا بالمعرفۃ باللہ، لا بالاعمال۔ انما سبق ابوبکر رضی اللہ عنہ الناس بشئی وقربصدرہ فان بالمعرفۃ تزکوا الاعمال وتصلح الاقوال۔

ترجمہ: ''مخلوق ایک دوسرے سے افضل معرفت باللہ کی وجہ سے ہوتی ہے، اعمال کی وجہ سے نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صرف اس وجہ سے افضل ہوئے کہ ان کے دل میں ایک خاص چیز بھر دی گئی تھی، کیوں کہ معرفت ہی سے اعمال مزکی اور اقوال صالح ہوتے ہیں۔''

امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے فرمایا ہے:

لم یجز التفضیل فی باب الطاعات۔ وان کثرت طاعات احدھم وقلت معارف الآخر واحوالہ قدم شرف العلم والاحوال علی شرف الاعمال والاقوال ولھذا جاء فی الحدیث: ماسبقکم ابوبکر بکثرۃ صوم ولا صلاۃ ولکن بامروقر فی صدرہ۔ (الحبائك فی اخبار الملائك ج ۱ ص ۲۳۰)

ترجمہ: ''عبادتوں کی وجہ سے کسی کو کسی سے افضل قرار دینا جائز نہیں، اور اگر ایک کی عبادتیں زیادہ اور دوسرے کے معارف واحوال کم ہوں تو علم واحوال کی شرافت کو اعمال واقوال کی شرافت پر مقدم رکھا جائے گا۔ اسی وجہ سے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ابوبکر کثرت صوم و صلاۃ کی وجہ سے تم پر سبقت نہیں لے گئے بلکہ ایک خاص ایسی بات کی وجہ سے جو ان کے دل میں ودیعت رکھی گئی ہے۔''

(جاری ہے)

نورِ ہدایت

ارشاداتِ نبوی ﷺ اور خلافت ابوبکرؓ

علامہ نواب محمد قطب الدین دہلوی رحمہ اللہ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور کسی معاملے میں گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا پھر کسی وقت آنا۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ بتا دیجیے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی آپ ؑ کا انتقال ہوجائے تو کیا کروں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس چلی جانا (متفق علیہ)

تشریح حدیث مبارکہ

بظاہر یہ عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کی مرض الوفات میں آئی تھی اور اس روایت میں اس طرف واضح اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے لیکن یہ نص قطعی ① نہیں ہے اگرچہ اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضیلت معلوم ہورہی ہے۔

اور جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی کی خلافت پر نص قطعی نہیں ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی صحت کی دلیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ البتہ شیخ ابن الہمام نے مشائرہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص موجود ہے اور پھر انہوں نے اس کو ثابت بھی کیا ہے۔ واللہ اعلم

لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صراحۃً کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہی سلوک اور معاملہ کرتے تھے جو ایک ولی عہد کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان کی خلافت کے بارے میں ایسے واضح اشارات فرمائے کہ جو کسی آنکھوں سے محروم شخص پر ہی پوشیدہ ہوسکتے ہیں۔

---

① یعنی آنحضرت ﷺ نے نام لے کر یہ نہیں فرمایا تھا کہ میرے بعد فلاں خلیفہ ہوں گے، البتہ قرآنِ مجید کی آیت استخلاف سے بطور اقتضاء النص خلفاء اربعہ کی ہی خلافت ثابت ہے (ادارہ)

اسماعیل نے اپنی معجم میں یہ روایت نقل کی ہے کہ سہل بن ابی خثمہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کو کچھ اونٹ ادھار پر فروخت کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دیہاتی سے فرمایا کہ جا کر نبی کریم ﷺ سے پوچھو کہ اگر میں آؤں اور آپ کا اس وقت انتقال ہو چکا ہو تو یہ قیمت کون ادا کرے گا۔ یہ شخص گیا اور آپ ﷺ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے یہ قیمت ابوبکر رضی اللہ عنہ ادا کر دے گا۔ اس نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ جواب بتلایا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ پھر جاؤ اور یہ پوچھو کہ اگر میں ایسے وقت میں آؤں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی انتقال ہو چکا ہو تو یہ قیمت کون دے گا۔ اس نے آنحضرت کے پاس آ کر یہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ قیمت تجھ کو عمرؓ ادا کر دے گا۔ وہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کا جواب ان کو بتلایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا کہ پھر جاؤ اور یہ پوچھو کہ اگر میں ایسے وقت میں آؤں کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں تو پھر کون قیمت ادا کرے گا۔ اس نے آنحضرت ﷺ سے یہ دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ تجھے قیمت ادا کرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر اس کو فرمایا کہ یہ پوچھو کہ اگر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آؤں تو کون قیمت ادا کرے گا اس نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم مر جائیں تو ہو سکے تو تم بھی مر جانا۔

فضیلت ابوبکرؓ بزبان حضرت علیؓ

حضرت محمد بن الحنفیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کون شخص سب سے زیادہ بہتر ہے تو انہوں نے فرمایا ''ابوبکر رضی اللہ عنہ''، میں نے پوچھا ابوبکرؓ کے بعد کون شخص بہتر ہے۔ فرمایا ''عمر رضی اللہ عنہ''، حضرت عمر کے بعد میں نے اس خیال سے سوال نہ کیا کہ کہیں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہ لے دیں بلکہ میں نے (سوال کا انداز بدل کر) پوچھا کہ پھر آپؓ بہتر ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں (بخاری شریف)

''نبی کریم ﷺ کی حیات ہی میں افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسلم تھی''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ابوبکر کے

برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے (یعنی ان سے افضل و بہتر کسی کو قرار نہیں دیتے تھے) اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو اور حضرت عثمانؓ کے بعد ہم صحابہ کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے تھے اور ان کے درمیان کسی کو فضیلت نہ دیتے تھے (بخاری شریف)

تشریح:

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں یہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ بہتر ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جو یہ فرما رہے ہیں کہ ان تین حضرات یعنی حضرت ابوبکر، عمر عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد ہ باقی صحابہ میں تفاضل نہ برتتے تھے بلکہ سب کو ایک ہی مرتبہ پر سمجھتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک طرح کی حیثیت اور خصوصیت رکھنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہم تفاضل نہ کرتے تھے ورنہ تو اہل بدر، اہل احد، اہل بیعت الرضوان، اور صحابہ میں سے علماء دوسرے حضرات سے بلاشبہ افضل تھے۔

باقی اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت مخصوص تھی۔ ان کی حیثیت باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بالکل جداگانہ تھی اور وہ اپنی اسی امتیازی حیثیت کی وجہ سے مخصوص فضیلت کے حامل تھے جو دوسروں کو حاصل نہ تھی۔ اور ان کی یہ فضیلت ظاہر و باہر ہے۔ لہٰذا یہاں یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی، حضرات حسنین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں چچا حضرت حمزہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہم کو بیان کیوں نہیں کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہ کرنے کی بعض حضرات نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ صرف ان صحابہ کرام کو ذکر کرنا چاہتے ہیں جو اہل الرائے اور اصحاب مشورہ تھے۔ حضرت علیؓ اس وقت نوجوان تھے۔ جو ان اہل الرائے، عمر رسیدہ لوگوں میں شامل نہ تھے اس لیے ابن عمرؓ نے ان کا ذکر نہیں کیا ورنہ درحقیقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد افضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہی حاصل ہے اور کوئی بھی اس کا منکر نہیں۔

خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک اور واضح دلیل

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس جماعت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں تو مناسب نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی شخص امام بنے۔ (ترمذی شریف)

تشریح حدیث مبارکہ

یہ حدیث مبارکہ کسی تشریح کی محتاج نہیں ہے، اس کا صریح مقتضیٰ اور مفاد یہ ہے کہ امت میں جب تک ابوبکر رضی اللہ عنہ رہیں اہل ایمان انہی کو اپنا امام بنائیں، ان کے سوا کسی کو امام بنانا صحیح نہ ہوگا۔ بلاشبہ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات میں سے ہے جن کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا۔

اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا اور ہم موجود تھے غائب نہ تھے، تندرست تھے بیمار نہ تھے۔ پس جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بارے میں ہمارا امام بنانا پسند کیا ہے ہم اس کو دنیا کے معاملہ میں اپنا امام بنانا کیوں نہ پسند کریں۔ حاصل یہ کہ فاضل کی موجودگی میں مفضول کو امامت و خلافت سونپنا غیر موزوں ہے اور اسی طرح یہ مسئلہ بھی ثابت ہوگیا کہ لوگوں کی امامت کا استحقاق اسی شخص کو حاصل ہے جو سب سے افضل ہو۔

وفیات

① چاولی (چکوال) میں پروفیسر غلام محمد صاحب ② سرکال مائر (چکوال) میں رفاقت محمود، احسن محمود، مبشر فدا صاحب کے بھائی ③ بھیں (چکوال) میں حضرت امیر مرکزیہ مدظلہم کے بھتیجے قاضی ساجد محمود صاحب ④ چوہان (چکوال) میں صوفی غلام حیدر صاحب ⑤ چک ملوک (چکوال) حاجی ربنواز صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ ⑥ خانپور (چکوال) میں قاضی ارشد محمود صاحب ⑦ بھیں (چکوال) میں محمد اشفاق صاحب کے بھائی حاجی محمد اشتیاق صاحب ⑧ بھیں (چکوال) میں کرنل مسعود صاحب ⑨ ٹبہ بوٹے شاہ (گجرات) میں جناب قاری حاکم علی چاریاری مدظلہ کی مسجد کے نمازی ظفر اقبال مہر صاحب ⑩ کڑہالہ (آزاد کشمیر) میں قاری مختار احمد عثمانی صاحب کی والدہ محترمہ ⑪ سرائے ڈھنگ (گجرات) میں حافظ عبدالمالک صاحب کے والدِ محترم ⑫ ٹہناں (گجرات) میں حافظ اصغر صاحب کے بڑے بھائی صاحب ⑬ سہانی (آزاد کشمیر) میں خادمِ اہل سنت جناب قاری محمد انور حسین انور صاحب مدظلہ کی حقیقی چچی صاحبہ، قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حق تعالیٰ جملہ مرحوم کی کامل مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں ''آمین'' قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے (ادارہ)

مظہر کرم ''باب سوم'' پر تبصرہ قسط:۴

اس کرم کا کروں شکر کیسے ادا؟

مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی☆

''مظہرِ کرم'' قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی 1200 صفحات پر مشتمل سوانح حیات ہے۔ جسے فاضلِ جلیل حضرت مولانا حافظ عبد الجبار سلفی زید مجدہ نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے تصنیف فرمایا ہے۔ ''اس کرم کا کروں شکر کیسے ادا'' کے عنوان سے مظہر کرم پر قسط وار تبصرہ تحریر کیا جا رہا ہے۔ زیر نظر سطور اس سلسلہ کی چوتھی قسط ہے۔ (ادارہ)

✸......تیسرے باب میں حصولِ علم کے لیے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے آغازِ سفر کا تذکرہ ہے برادرم علامہ سلفی صاحب لکھتے ہیں:

''اب مزید تعلیم کے لیے جب غور وخوض ہوا تو بلدِ علم و دانش لاہور کا انتخاب ہوا۔ کیونکہ اس سے قبل خود مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ اپنے عم زاد اور بہنوئی مولانا محمد حسن فیضی رحمہ اللہ کے ہمراہ لاہور کے مدرسہ حمیدیہ وغیرہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے تھے اور یہیں سے سہارنپور گئے تھے۔ لاہور ہر دور میں علم و ہنر کا مرکز رہا ہے۔ چنانچہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا لاہور میں ''اشاعتِ اسلام کالج'' میں داخلہ کروا دیا گیا۔ ۱۹۳۲ء کے اواخر میں آپ اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ لاہور وارد ہوئے اور علامہ اقبال رحمہ اللہ کے قائم کردہ اس ادارہ میں مزید تعلیم کے لیے اقامت پذیر ہوگئے۔'' [مظہر کرم، ص ۷۰]

✸......مولانا وحید الدین خان کے حوالہ سے محترم سلفی صاحب نے ''اشاعتِ اسلام کالج'' کے مقصدِ قیام، زوال اور اسبابِ زوال کا تذکرہ کیا ہے جو انتہائی افسوسناک ہے۔ چنانچہ آج جب ہم بیشتر حاملینِ منبر ومحراب (الا ماشاء اللہ) کی غیر داعیانہ خطابت، حرکات وسکنات اور مزاج و مطالبات دیکھتے ہیں تو حسرت ہوتی ہے کہ کاش حضرت علامہ رحمہ اللہ کا یہ ادارہ کامیاب ہوتا اور امت کو حقیقی و موثر مبلغین اسلام دستیاب ہوتے۔

☆ جنرل سیکرٹری تحریک خدام اہل سنت والجماعت، پاکستان 0303-0543444

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

اشاعتِ اسلام کالج کے ضمن میں علامہ سلفی زیدمجدہم نے ادارہ کے تین جلیل القدر اساتذہ کا اجمالی تعارف بھی کروایا ہے ① پروفیسر یوسف سلیم چشتی ② غلام بھیک نیرنگ ③ اور مولانا غلام مرشد رحمۃ اللہ علیہ۔ تاہم تیسرے باب کی مرکزی اور دل چسپ بحث یہ ہے کہ علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟ محترم سلفی صاحب لکھتے ہیں:

''امامی علماء کو چونکہ تاریخی حقائق مسخ کرنے کی مذہبی عادت ہے۔ اس لیے انہوں نے یہاں ایک زبردست اور انتہاء درجہ کی چالاکی سے کام لیتے ہوئے اپنی کتابوں میں لکھا کہ علامہ اقبال کی نماز جنازہ ماضی کے معروف شیعہ عالم علامہ علی الحائری لاہوری نے پڑھائی تھی۔ جب علامہ اقبال مرحوم کا تعلق ہی مذہب اہل سنت والجماعت کے ساتھ تھا اور بادشاہی مسجد کے خطیب مولانا غلام مرشد رحمہ اللہ کے نہ صرف ہم عصر بلکہ قریبی رفقاء میں سے تھے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی جگہ ایک ایسا شخص آ کر نمازِ جنازہ پڑھا دے جس کا تعلق علامہ اقبال کے مذہب سے تو درکنار حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آئمہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے مذہب سے بھی نہ ہو؟ یہ ایک تاریخی کذب بیانی ہے۔''

چنانچہ امامی علماء کے ایک تذکرہ نویس لکھتے ہیں:

''آیت اللہ سید علی حائری کے ارادت مندوں میں نہ صرف عام عوام بلکہ علماء اور دانش ور حضرات بھی شامل تھے آپ کی تقلید علاقہ پنجاب کے علاوہ برما اور افریقہ میں بھی کی جاتی تھی۔ حکیم الامت علامہ اقبال کو آپ سے خصوصی لگاؤ تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔'' [مظہر کرم، ص: ۷۴]

✵...... فاضل علامہ سلفی مدظلہ نے اہلِ تشیع کے اس دعویٰ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے تاریخ کے اوراق سے دو قابلِ قدر حوالے پیش کیے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:

① علامہ اقبال کی وصیّت

جاوید کو میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اس راہ پر گامزن رہے اور اس بدقسمت ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی غلامی نے جو دینی عقائد کے نئے فرقے مختص کر لیے ہیں ان سے احتراز کرے۔ بعض فرقوں کی طرف لوگ محض اس واسطے مائل ہوتے ہیں کہ ان فرقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے

دنیاوی فائدہ ہے۔ میرے خیال میں بڑا بد بخت ہے وہ انسان جو صحیح دینی عقائد کو مادی منافع کی خاطر قربان کر دے۔ غرض یہ ہے کہ طریقہ حضرات اہل سنت محفوظ ہے اور اسی پر گامزن رہنا چاہیے اور آئمہ اہل بیت کے ساتھ محبت و عقیدت رکھنی چاہیے [جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، صفحہ نمبر ۱۷]

② فرزندِ اقبال ڈاکٹر جاوید کا بیان

"جب جنازہ برانڈرتھ روڈ سے دہلی دروازہ تک پہنچا تو اس کے ساتھ سوگواران کی تعداد پچاس ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی۔ سات بجے کے بعد جنازہ شاہی مسجد پہنچا۔ آٹھ بجے شب مسجد کے صحن میں مولانا غلام مرشد رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔" [جاوید اقبال ڈاکٹر/زندہ رود صفحہ نمبر ۷۲۱]

✷......محترم قارئین! ممکن ہے کہ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے عشاق کو جوان کے تذکرے کو تسلسل سے پڑھنے کے خواہش مند ہوں یہاں یا اس جیسے دیگر مقامات پر تشویش ہو کہ علامہ سلفی دامت برکاتہم تذکرہ حضرت قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ کرتے کرتے دیگر ابحاث کیوں چھیڑ دیتے ہیں؟

ایسے محبین سے گذارش ہے کہ بحث کی طوالت یا رخ پھیرنے کے مقصد کو تلاش کریں تو شکایت دور ہو جائے گی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ سلفی صاحب کے ممدوح ہمارے شیخ حضرت قائد اہل سنت کی تحریرات کو سامنے رکھیں تو مزید تسلی ہوگی کہ آپ نور اللہ مرقدہ بھی عنوانِ بحث سے ہٹ کر کسی مناسبت سے کوئی نئی بحث زیرِ قلم لے آتے تھے جو یقیناً مقصدیت سے خالی ہرگز نہ ہوتی تھی۔

مذکورہ بالا بحث کی مقصدیت وافادیت کی طرف سلفی صاحب اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقبال کی وفات ۱۹۳۸ء میں ہوئی جو ایک ماضی قریب کے زمانہ میں آتا ہے۔ جب اس قدر قریبی زمانہ کے واقعات میں اس طبقہ کی تحقیق وتفتیش کا یہ عالم ہے تو صدیوں پہلے کے واقعات، روایات، درایات اور مشاہدات میں یہ کس قدر کھوٹے سکوں سے کام چلاتے ہوں گے؟" [مظہر کرم، ص ۷۵]

✷......اشاعتِ اسلام کالج کے دو سالہ [۳۳-۱۹۳۲ء] قیام اور یہاں سے سندِ ماہر تبلیغ کے حصول کے بعد محترم سلفی صاحب نے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی دار العلوم عزیزہ بھیرہ آمد یہاں کے بانی بزرگوں، خاندان بگویہ کے علمی کارناموں اور والدِ گرامی حضرت دبیر رحمہ اللہ کے اس خانوادے سے تعلق کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ محترم سلفی صاحب کی تحقیق کے مطابق حضرت قائد اہل سنت نے یہاں

حسبِ ذیل کتب پڑھیں:

"ہدایہ، جلالین، متنِ رشیدیہ، سراجی، شرح عقائد، مختصر المعانی، بیضاوی شریف، متنِ متین، قاضی مبارک، مطول، توضیح تلویح، شرح تہذیب، قال اقول، صدر رفیض، مشکوٰۃ شریف۔"

✷......دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ قیام کے دوران حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے ایک نظم لکھی تھی جو آپ کے فکری ذوق کی عکاس بھی ہے اور فنی مہارت کا بین ثبوت بھی۔ یہ شاہکار نظم ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ فروری ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی۔ مظہر کرم میں مکمل نظم درج کر دی گئی ہے۔ جب کہ ہم محض چند اشعار پر اکتفاء کرتے ہیں:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

چمنِ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بسایا کس نے
سبقِ قران ہمیں آ کے بتایا کس نے
مردِ غازی کی شجاعت کی بسالت کو دیکھو
ابنِ حیدرؓ کی ذرا دینی حمایت کو دیکھو
کلفتیں کرب و بلا کی وہ اٹھائیں کیوں تھیں
ندیاں خون کی اس نے وہ بہائیں کیوں تھیں
درس عبرت تھا مسلمان بھی جینا سیکھے
جام وہ اپنی شہادت کا بھی پینا سیکھے
دعویدارانِ محبت نے بھلا کیا سیکھا؟
تعزیہ سازی کا بس اک تماشہ سیکھا
بت پرستی کا یہ اک طرز نرالا سیکھا
ہاؤ و ہو، شور و شر، گریہ و نالہ سیکھا
ان خرافات کو رکھتا روا ہے اسلام
ہے برا فعل یہ، الحاد ہے، بدعت ہے، حرام

[مظہر کرم، ص۸۱] (جاری ہے)

یادِ رفتگاں (قسط:8)

"زخمے است کہ مرہمے ندارد"

سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ

[احوال و آثار]

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

علامہ صاحب کی ۱۹۶۳ء میں ترجمہ مقبول کے خلاف تحریک اور ضلع بدری

قیامِ لاہور میں ۱۹۶۳ء کا سال بھی اپنے دامن میں ایمان افروز واقعات اور بعض ہولناک لمحات کی داستان محفوظ رکھتا ہے۔ اس سال کی ایک اہم تاریخی مہم علامہ صاحب کی وہ تحریک ہے جو آپ نے کرشن نگر سے شائع ہونے والے اہل تشیع کے نہایت متنازعہ ترجمہ مقبول کے خلاف آواز احتجاج بلند کی تھی۔ اس کی سرگذشت یہ ہے کہ حکیم سید مقبول احمد دہلوی ولد پیر جی غضنفر علی عرف مراد علی دہلوی جو کہ ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے تھے اور مرزا احمد بیگ کی زیرِ کفالت پروان چڑھے، انہوں نے قرآنِ مجید کا ترجمہ و تفسیر قلمبند کیا تھا اور مطالب کی تفسیر پر الگ سے ضمیمہ بھی لکھا، اس تفسیر نے "ترجمہ و ضمیمہ مقبول" کے نام سے شہرت پائی، یہ شہرت مذکورہ مفسر کی علمی لیاقت اور ان کی تفسیر کی علمی عظمت کی بناء پر نہ تھی، بلکہ ان کی دریدہ دھنی، مغلظانہ فطرت، تکفیری طبیعت اور نہایت مکروہ ومخرب اخلاق حرکتوں کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اس تفسیر و ترجمہ نامی کتاب میں حکیم مقبول احمد صاحب نے پاکانِ امت کے خلاف بہت ہی غالیانہ اور گستاخانہ لب ولہجہ اختیار کیا ہے۔ علاوہ ازیں آنجہانی اپنی تقریروں اور وعظوں میں توہین آمیز کلمات بکنے کی خاص مشق رکھتے تھے اور ان کے اس عفعفے لب ولہجے کو اہل تشیع کے ہاں "صدر المحققین" وکیل حق زہراؑ، اور دیگر ازیں قسم مقدس القابات سے ملقب جانا جاتا تھا۔ ترجمہ مقبول پہلی مرتبہ ادارۂ مقبول پریس دہلی سے شائع ہوئی، بعد ازاں نظامی پریس بمبئی وغیرہ سے بھی اس کے اڈیشن شائع ہوتے رہے۔ ۱۹۶۳ء کے زمانہ میں کرشن نگر کے اہل

تشیع نے اس دل آزار کتاب کی اشاعت کی تو اہل سنت حلقوں میں کہرام مچ گیا۔ چنانچہ علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمہ اللہ نے اپنی تقریروں اور کالموں میں اسے زبردست ہدفِ تنقید بنایا اور ہفت روزہ ''دعوت'' میں ایک مشن و کاز اور تحریک کے انداز میں آواز احتجاج بلند کی جس سے خواب خرگوش میں محو سنی حلقے بھی خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر امامیہ فرقہ کے اس جارحانہ عمل سے بیزار ہوئے اور اس بیزاری کا اظہار انہوں نے جگہ جگہ جلسوں اور جلوسوں میں مذمت کرتے ہوئے کیا۔ علامہ صاحب نے حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ اس گستاخانہ کتاب کی اشاعت خلافِ قانون قرار دی جائے اور ناشرین کو قرار واقعی سزا بھی دی جائے۔ چنانچہ ایک اہم اور بھرپور اجلاس علامہ صاحب کی اپیل پر مئی ۱۹۶۴ء میں کرشن نگر میں منعقد ہوا تھا جس میں مولانا عبیداللہ انور، مولانا حامد میاں، مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، مولانا محمد اجمل خان اور مولانا محمد الیاس رحمہم اللہ نے بطور خاص اپنے رفقاء سمیت شرکت کر کے اخباری بیان جاری کیا تھا کہ تنظیم اہل سنت کا یہ اجلاس ضمیمہ مقبول احمد دہلوی جو کہ کرشن نگر لاہور کا شائع شدہ ہے، اس کے صفحہ نمبر ۸ پر سیدنا و مولانا و مرشدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''گئوسالہ'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ''فرعون'' حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو ''سامری'' اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شانِ اقدس میں وہ الفاظ تحریر کیے گئے ہیں کہ جن کے لکھنے سے قلم لرزتا ہے۔ اس سے کروڑوں سنی مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کر دیا گیا ہے۔ اس لیے یہ اجلاس حکومت پر واشگاف الفاظ میں واضح کرنا اپنا فرض سمجھتا اور حکومت سے گزارش کرتا ہے کہ اس ترجمہ کو ضبط کر کے ناشرین کے منہ میں لگام دی جائے۔ علاوہ ازیں مؤرخہ ۳ تا ۱۰ مئی ۶۳ء کے ہفت روزہ ''دعوت'' کے اداریہ میں علامہ صاحب نے سخت مؤقف کے ساتھ اداریہ شائع فرمایا تھا۔ ''دعوت'' کی اس فکر انگیز تحریک سے شیعہ رسائل و جرائد کے تبرائی منہ تو کھلنے ہی تھے ہفت روزہ ''شہاب'' میں کوثر نیازی اور ان کی تانگہ پارٹی نے بھی بزعم خویش ''اتحادِ امت'' کے ڈھنڈورے پیٹنا شروع کر دیئے تھے۔ اور یہ تاثر دیا کہ گویا ضمیمہ مقبول کی اشاعت سے تو نہیں البتہ اہل سنت اور علامہ خالد محمود کے آوازِ احتجاج سے اتحاد امت متاثر ہوتا ہے۔ لہٰذا علامہ صاحب لاکھوں اہل سنت سمیت دھنیا پی کر سو جائیں اور اہل تشیع یوں ہی حسب عادت و فطرت بکنے بکانے کی روش جاری رکھیں، اس پر علامہ صاحب نے

ایک طویل احتجاجی اداریہ کے آخر میں یوں لکھا تھا کہ:

''مقامِ مسرت ہے کہ ہفت روزہ ''شہاب'' نے بھی باوجودیکہ اس کے مدیر اعلیٰ شیعہ مجالس کی ایک بنیادی زینت بنتے رہے ہیں اور مشترکہ اجتماعات میں انہی کے ذریعہ سے شیعیت کے لیے فضاء ہموار ہوتی رہی ہے۔ اب کروٹ بدل لی ہے اور ۲، جون کے پرچے میں جہاں تنظیم اہل سنت کو فروعی نزاعات میں الجھنے کا الزام دیا جا رہا تھا، اب ۹، جون کی اشاعت میں ہفت روزہ ''شہاب'' خود اسی کشتی میں اتر رہا ہے۔ ہفت روزہ ''دعوت'' نے اپنی ۳، مئی کی اشاعت میں ترجمہ مقبول کی جن دل آزار تحریرات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تھی انہیں اور ان جیسی دوسری عبارات نقل کرنے کے بعد ''شہاب'' لکھتا ہے کہ ''جب تک اس طرح کی کتابیں موجود ہیں کوئی سنی عالم یا خطیب شیعہ اسٹیج سے خطاب نہیں کر سکتا۔'' سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تحریرات جب برسوں پہلے کی ہیں اور غالباً کوئی شیعہ گھر ایسا نہیں جہاں مولوی مقبول احمد دھلوی کا ترجمہ کردہ یہ قرآن موجود نہ ہو تو اب تک مشترکہ مجالس کے یہ داعی کس مصلحت کی نیند سوئے ہوئے تھے؟ اگر انہیں اس وقت تک شیعہ مذہب کی حقیقت اور اس کے دل آزار انداز کا علم تھا تو انہیں یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ شیعہ سنی معاملات کو محض فروعی اختلافات قرار دے کر ایک انتہائی اشتعال پرور مذہبی تحریک کی ہم نوائی کرتے رہیں؟ اور ان حضرات نے اس اخلاقی جرأت سے کام کیوں نہ لیا کہ اس وقت جو اکابر اہل سنت ان مشترکہ مجالس سے بنیادی اختلافات رکھتے تھے، ان کے پاس جا کر شیعہ مذہب کی حقیقت معلوم کرتے اور ان سے اس مذہب کے ساتھ بنیادی ناراضگی کے اسباب معلوم کرتے، اس صورت میں جو حقیقت ان دوستوں پر آج کھلی ہے، وہ برسوں پہلے کھل جاتی۔''

ہمیں ہیں جاہل، ہمیں ہیں مفسد ہمیں نے رسم فساد ڈالی
مگر بتاؤ تو اب کہاں سے یہ ہوا شرارت کی آ رہی ہے

(''دعوت'' صفحہ نمبر ۴، بابت ۲۱، جون ۱۹۶۳ء، لاہور)

جون ۱۹۶۳ء میں جبکہ ترجمہ وضمیمہ مقبول کی اشاعت کے خلاف قانونی دائرہ میں رہتے ہوئے پُر امن احتجاج جاری تھا، کہ اچانک ماہ محرم الحرام میں اہل تشیع کے خونی جلوسوں کی وجہ سے فسادات کا لاوا پھٹ پڑا۔ اور اسے سوئے اتفاق کہیے کہ کرشن نگر کی جامع مسجد دیانند روڈ (موجودہ سعدی روڈ)

والی کے پاس سے گزرنے والا جلوس وجہ فساد بنا، اب صورتحال یکسر بدل چکی تھی کیونکہ علامہ خالد محمود صاحب کی رہائش گاہ بھی اسی علاقہ سے متصل سنت نگر میں تھی اور آپ کی دینی مہمات کا مرکز بھی یہی مسجد تھی جس کی تفصیلات کا ایک باب اس مضمون کے آغاز میں گزر آیا ہے۔ اس دور کے مبصرین کے تبصروں کے مطابق ان فسادات میں سیاسی طاقتوں نے بھی جلتی پر تیل ڈالنے کا بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ کیونکہ کرشن نگر سے بھڑکنے والے شعلے موچی دروازہ، لال کھوہ، چوک رنگ محل تک اور پھر اگلے چند ایام عاشورہ میں فیصل آباد، سمندری سمیت پنجاب کے اکثر بڑے شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے چکے تھے۔ باوجودیکہ یہ جلوس بذاتِ خود شر انگیز اور سبب فساد تھے، متذکرہ فسادات کا ذمہ دار اہل سنت کو ٹھہرانے کی ناکام کوشش کی گئی تھی مگر تحقیقاتی اور انکوائری ٹیموں نے اپنی رپورٹوں میں اہل سنت کو بے گناہ قرار دے دیا تھا، ان رپورٹوں اور فسادات کی رودادوں پر مشتمل ایک طویل مضمون روزنامہ کوہستان ہفت روزہ چٹان اور ''دعوت'' میں شائع ہوا تھا۔ اہل سنت پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ انہوں نے جامعہ مسجد حنفیہ (دیافندار روڈ، کرشن نگر) کے آگے سے گزرنے والے ماتمی جلوس کے دوران رات کے وقت بجلی کے بلب بند کردیئے تھے جس سے ماتمی شرکاء خوفزدہ ہوگئے اور یوں خوف و دحشت کی حالت میں سے بدامنی اور اشتعال نے جنم لیا۔

لاہور کے ان خونی فسادات کی تحقیقات کرنے والے افسر خان عبدالرشید خان نے ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں فسادات کی تحقیقات شروع کردیں تھیں، ابتدائی تفتیش میں تحقیقاتی کمیٹی نے ڈیوٹی مجسٹریٹ اعجاز چیمہ اور ایک دوکاندار محمد لطیف کے بیانات بطور گواہان قلمبند کئے تھے۔ اس دور کی یہ مکمل تفصیلات پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہل تشیع ماتمی جلوس کے دوران جب مسجد حنفیہ دیانند روڈ کرشن نگر کے پاس پہنچے تو انہوں نے ''او شمر تو بے حیاء'' اور ''یزیدیت مردہ باد'' کے نعرے لگائے۔ جس سے اشتعال پھیلا اور اہل علاقہ نے اپنے بیانات میں بطور خاص یہ بیانات قلمبند کروائے تھے کہ اہل سنت اپنے آپ کو ''یزیدی'' کہلوانے میں زبردست عار سمجھتے ہیں، جب ہم حسینی ہیں اور یزید سے کوئی ہمارا لینا دینا نہیں ہے تو یہ امامی فرقہ کے لوگ ہمارے حق میں یہ الفاظ کیوں استعمال کرتے ہیں؟

بہرحال ان فسادات کی وجہ سے بظاہر تو علامہ صاحب کی وہ ایک مطالبہ تحریک ''ترجمہ مقبول ضبط

کرو' دب گئی، مگر علامہ صاحب اپنے احتجاج پر ڈٹے رہے اور آپ نے فرمایا کہ ان فسادات کے پس منظر میں دراصل یہی اشتعال انگیز اور گستاخانہ لٹریچر ہی کارفرما ہوتا ہے۔ لہٰذا ان جیسی موذی کتابوں کو بحق سرکار ضبط کرلیا جائے تو فسادات کہیں بھی پیدا نہ ہوں گے۔ بہرحال مؤرخہ ۹، جون ۱۹۶۳ء بروز ہفتہ جمعیت علماءِ اسلام لاہور کے زیر اہتمام مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ نے دفتر ترجمانِ اسلام لاہور میں ایک ہنگامی اجلاس بلاکر علامہ خالد محمود رحمہ اللہ کے اس موقف کی کھلی حمایت کا اعلان کیا تھا کہ ترجمہ مقبول کی ضبطی کا مطالبہ واقعی معقول مطالبہ ہے۔ اسی دوران دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مسالک کے جید علماء دین پر مشتمل ایک ''سنی بورڈ'' کے قیام کا فیصلہ ہوا جس کے تحت جامعہ حزب الاحناف لال کوٹھی لاہور میں اجلاس منعقد ہوا اور اس اجلاس میں علامہ خالد محمود، مولانا محمد اجمل خان، مولانا محمود احمد رضوی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، اور مولانا عبدالقادر روپڑی نے شرکت کی تھی۔ اسی طرح شورش کاشمیری مرحوم نے اپنے اداریہ میں لکھا تھا:

''(چٹان) کا مسلک سب پر ظاہر ہے، ایڈیٹر حنفی العقیدہ مسلمان ہے۔ عاشورہ کے دنوں میں تذکرہ حسین علیہ السلام اس کا شعار رہا ہے۔ اس نے اتحاد بین المسلمین پر ہمیشہ زور دیا ہے۔ لیکن یہ بات کہنا عجیب نہ ہوگا کہ ہمارے شیعہ دوستوں کی بعض کتابیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور خلفائے راشدینؓ کے بارے میں سخت گستاخانہ ہیں اور اس کی توقع ایک کافر سے بھی نہیں کی جاسکتی۔ جواب میں شیعہ کہتے ہیں کہ سنی مسلمانوں کی بعض کتابیں بھی ان کے بارے میں درشت ہیں۔ مگر ان دونوں حقیقتوں میں عظیم فرق ہے۔ سنی اہل بیت پر (معاذ اللہ) سب وشتم نہیں کرتے۔ وہ زیادہ سے زیادہ اس فرقہ کے عقائد کی تصریح وتعبیر میں درشت ہوتے ہیں اور یہ فرق ایسا ہے جو نزاع کے پس منظر و پیش نظر کو بالکل ہی بدل دیتا ہے۔ جب تک شیعہ علماء ان تبرا نگاروں اور دُشنام طرازوں کی خود مذمت نہ کریں وہ اہل بیت کے نام پہ عام مسلمانوں سے اپنے تراشیدہ آثار و مظاہر کے احترام کا مطالبہ کیونکر کرسکتے ہیں؟ ان حضرات کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان بدزبانوں کا خود محاسبہ کریں۔ جب تک خود ثقہ شیعہ علما مقبول احمد دہلوی کی ضمیمہ جات جیسی واہیات کتاب کو لغو قرار نہ دیں گے اور اس کے گندہ دھن مصنف اور ناشر کا اخلاقی محاسبہ نہ کریں گے۔ اس وقت تک کسی عارضی نسخہ سے

مستقل روگ کا خاتمہ ناممکن ہے۔ پھر کیا یہ ضروری ہے کہ اختلاف و تصادم کی اس فضاء میں ذوالجناح کا موجودہ راستہ ہی برقرار رہے؟ لازماً اس میں ترمیم ہونی چاہیے۔ یہ رشتہ انگریزوں کا مقرر کیا ہوا ہے۔ یہ کوئی آیت ربانی یا حدیث رسول ﷺ علم نہیں کہ منسوخ ہونے سے ایمان جاتا رہے گا۔ مسلمانوں کا اتحاد، پاکستان کا استحکام، صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجلال و احترام، اہل بیت کی محبت، انسانوں کا خون، اور اسلام کا وقار یقیناً اس رستہ سے زیادہ قیمتی ہے۔ بے ہودہ لٹریچر کی تردید و تنسیخ اور ذوالجناح کے راستے میں تبدیلی دو ایسی چیزیں ہیں کہ سارا قضیہ آنِ واحد میں ختم ہوسکتا ہے۔ اس کے لیے انکوائری کی بھی ضرورت نہیں بلکہ خود حکومت ملک و قوم کے وسیع مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے واضح احکامات نافذ کرسکتی ہے اور اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے۔ نقصان صرف اُن مٹھی بھر افراد کا ہے جو ذکر و وعظ کے نام پر دکان داری کرتے اور اپنے دامن کی ہوا دے کر اتحاد بین المسلمین کو آگ لگاتے ہیں۔'' (''چٹان'' ہفت روزہ، مؤرخہ ۱۷، جون ۱۹۶۳ء)

علامہ صاحب دو ماہ کے لیے ضلع بدر کردیئے گئے

اسی دوران جبکہ ملک بھر اور خصوصاً لاہور کے تمام مکاتب فکر کے مسلمان اپنی تقریروں اور ماہانہ و ہفت وار رسالوں میں علامہ صاحب کی حمایت کر رہے تھے تو مؤرخہ ۸، جون ۱۹۶۳ء کو ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایک نوٹس کے ذریعے علامہ صاحب کو دو ماہ کے لیے ضلع بدر کردیا۔ اور اسی شام یعنی ۸، جون کو شام ۵، بجے مقامی انتظامیہ نے شیعہ، سنی ذمہ داران کی ایک مشترکہ میٹنگ بلائی، جس کا مقصد یہ ظاہر کیا گیا کہ فرقہ وارانہ فضا کو خوش گوار بنانے کے لیے باہم صلح جوئی کی راہ ہموار کی جائے۔ مگر تنظیم اہل سنت کے حضرات جب حسب دعوت میٹنگ میں پہنچے تو ڈی ایس پی پرانی انارکلی ملک محمد صدیق نے ان سب سنی نمائندوں کو تھانہ پرانی انارکلی بھجوا کر نہایت شرمناک سلوک کیا اور ان سے ضلع بدر ہونے کے احکام کی تعمیل کروا کر فی الفور باہر بھیج دیا گیا۔ اور انہیں اس قدر مہلت بھی نہ دی گئی کہ گھر والوں سے ملاقات کرسکیں اور کرایہ وغیرہ اخراجات ہمراہ لے سکیں۔ علامہ صاحب کو اسی تاریخ کی صبح بذریعہ نوٹس ضلع بدر کردیا گیا تھا اور بقیہ حضرات کو شام کے وقت اس غیر منصفانہ رویہ کا سامنا کرنا پڑا۔ علامہ صاحب کے رفقاء جنہیں ضلع بدری کا پروانہ دیا گیا تھا ان کے نام یہ ہیں۔ خواجہ

ابوبکر اویس احمد شبلی، سید افتخار احمد، حافظ نظام الدین، سید وقار حسین گردیزی، صوفی عبدالرحمٰن پانی پتی، اور چودھری محمد صدیق کھوکھر۔

اور ''ترجمہ مقبول'' ضبط ہوگیا، علامہ صاحب کی قربانی رنگ لے آئی

علامہ صاحب نے مئی ۱۹۶۳ء میں ترجمہ مقبول کے خلاف تحریک تنظیم اہل سنت کے پلیٹ فارم سے صدائے احتجاج بلند کی تھی جسے پورے ملک نے اپنی آواز قرار دیا اور پوری ملت علامہ صاحب کی ہم آواز نظر آئی تو مؤرخہ ۲۶، جون ۱۹۶۳ء کو روزنامہ ''نوائے وقت'' میں مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی:

> ''گورنر مغربی پاکستان نے ضمیمہ جات مقبول، ترجمہ وحواشی بحق سرکار ضبط کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ اس کتاب میں ایسا مواد موجود ہے جس سے عوام کے مختلف طبقوں میں منافرت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔''

حکومت کے اس فیصلے نے عوام اہل سنت میں خوشی کی ایک لہر پیدا کردی تھی، دوسری جانب فرقہ وارانہ فسادات کی تحقیقاتی انکوائری میں بھی اہل سنت سرخرو ہوچکے تھے اور اِدھر ضلع بدر ہونے والے اہل سنت مع علامہ صاحب کے لیے پندرہ دن کے بعد ضلع بدری کے احکامات واپس لے لئے گئے اور بیس بیس ہزار کی ضمانتیں دفعہ 105/109 کے تحت لے لی گئیں۔ پھر علامہ صاحب بخیر و عافیت اپنے گھر تشریف لے آئے۔ اس کے بعد ملک بھر سے تنظیم اہل سنت، ہفت روزہ ''دعوت'' اور حضرت علامہ صاحب کے حق میں داد و تحسین کے بیانات آنا شروع ہوگئے۔ چنانچہ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ نے جمعیت علماء اسلام لاہور کے ایک ہنگامی اجلاس میں منظور کردہ مذکورہ تجویز حوالۂ پریس کی کہ:

> ''یہ اجلاس حکومت کے اس اقدام کو بنظر استحسان دیکھتا ہے کہ اس نے کتاب ضمیمہ جات ترجمہ مقبول کو، جس میں سنی بزرگانِ دین کے خلاف ناقابلِ برداشت مواد تھا، ضبط کرلیا، جس کی طرف اخبار ''دعوت'' لاہور نے حکومت کو توجہ دلائی تھی۔''

تنظیم اہل سنت حسن ابدال کے سینکڑوں افراد پر مشتمل ایک بھرپور اجلاس نے مندرجہ ذیل قرار داد پاس کی تھی:

''یہ اجلاس گورنر مغربی پاکستان کے اس اقدام کو بنظر استحسان دیکھتا ہے کہ انہوں نے ایک حکم نامے کے ذریعے ''ضمیمہ جات مقبول'' اس کے ترجمہ و حواشی کو بحق سرکار ضبط کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ نیز ہفت روزہ ''دعوت'' کے سرپرست و ایڈیٹر اور دیگر معاونین کو ہدیہ تبرک پیش کرتا ہے کہ انہوں نے اس دل آزار کتاب کا بروقت نوٹس لے کر حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی۔ نیز یہ اجلاس مفکر اسلام پروفیسر علامہ خالد محمود صاحب کے ضلع بدر کیے جانے پر سخت اظہارِ تاسف کرتا ہے جبکہ علامہ موصوف اہل سنت عقائد کے صحیح ترجمان اور نہایت درجہ محتاط مبلغ ہیں۔ پھر اُن پر پابندی کیوں؟ (نوٹ: یہ روداد یں ہفت روزہ ''دعوت'' لاہور بابت جون ۶۳ء کے شماروں میں شائع ہوئی تھیں)

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ کا خراج تحسین

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''آج ہمارے سامنے لاہور کا ہفت وار ''شہاب'' پڑا ہے۔ وہ شیعہ کی مسلّم اور مشہور کتاب ضمیمہ جات ترجمہ مقبول سے وہ پلید اور نہایت خطرناک الفاظ نقل کرتے ہیں جو بزرگانِ اہل سنت کے خلاف اور شر انگیز ہیں جن کو ہم زبان اور قلم پر نہ ادب کی وجہ سے لانا پسند کرتے ہیں اور نہ فضاء کے تکدر کی وجہ سے، لیکن ہم کو یہ حق حاصل ہے کہ ہم ''شہاب'' کے ایڈیٹر کوثر نیازی سے دریافت کریں کہ کل آپ ڈی سی لاہور میاں شفیع صاحب کے ساتھ نتھی ہو کر اتحاد اتحاد کی رٹ لگاتے تھے۔ اس وقت آپ نے بیماری کے اصل اسباب کو کیوں بیان نہ کیا؟ اور فساد سے پہلے کیوں اخبار یا میٹنگ میں یہ رائے نہ پیش کی کہ ایسی تحریروں کی موجودگی میں پائیدار اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ ملکی امن و امان کی تجاویز پر سوچا جاسکتا ہے جو ہمارا متفقہ مقصد اور وطن عزیز کا حق ہے۔ آج قوم اتحاد کے ان علَم برداروں اور اتحاد کانفرنسوں کے ان لیڈروں پر کیسے اعتماد کرے جو وقت پر صحیح بات نہ کہیں اور بعد از وقت ہونٹوں کو چاٹتے رہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ علماء اہل سنت اور اخبار ''دعوت'' وغیرہ بہت پہلے سے اپنا یہ فرض ادا کرتے ہوئے عوام اور حکام کو متوجہ کرتے رہے۔'' (نوائے وقت، کوہستان اور دیگر قومی اخبارات میں شائع شدہ بیان، ۵، جولائی ۱۹۶۳ء)

ترجمہ مقبول کی ضبطی کے بعد علامہ صاحب کا ''دعوت'' میں شائع شدہ اداریہ

یہاں ہم مکمل تو نہیں، مگر چند اہم سطور اس اداریئے کی نقل کرتے ہیں جو علامہ صاحب نے ہفت روزہ ''دعوت'' میں تحریر فرمایا تھا۔ چنانچہ ''نوائے وقت'' میں ترجمہ مقبول کی ضبطی کی خبر دے کر علامہ صاحب لکھتے ہیں:

''(دعوت) نے اپنی ۳ تا ۱۰ مئی کی اشاعت میں سب سے پہلے اس انتہائی دل آزار اور اشتعال انگیز کتاب کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ اور ملک کے امن و سلامتی کے نام پر حکومت مغربی پاکستان کے درِ انصاف پر دستک دیتے ہوئے ملک کے دوسرے رسائل و جرائد سے بھی اپیل کی تھی کہ ہمارے اس اصولی اور جائز موقف میں وہ ہماری تائید کریں۔ ہم ہفت روزہ ترجمانِ اسلام، پیام اسلام اور ''شہاب'' کے تہہ دل سے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہماری اس دردمندانہ اپیل پر لبیک کہتے ہوئے ہماری ہم نوائی میں نام نہاد مولوی مقبول احمد دہلوی آنجہانی کی ان انتہائی دل آزار تحریرات کے خلاف اپنا فرض صحافت اور حق دیانت ادا کیا۔ الحمد للہ کہ ''دعوت'' کی یہ پکار رائیگاں نہیں گئی اور بالآخر گورنر مغربی پاکستان جناب نواب صاحب (امیر محمد خاں) کالا باغ نے اس طومار لعنت کو بحق حکومت ضبط کرنے کے احکام جاری فرما دیئے لیکن معاملہ یہیں تک بس نہیں اور باہمی کھچاؤ صرف اسی ایک ذخیرہ منافرت پر موقوف نہیں بلکہ عداوت و تبرا کے یہ تمام انداز ایک پورے مذہب میں ضروریات کا درجہ رکھتے ہیں جنہیں یکسر چھوڑ دینے کے بعد اس مذہب کا تقوم ہی باقی نہیں رہ سکتا اور اس کا وجود و عدم سب برابر ہو جاتے ہیں۔'' (اداریہ ہفت روزہ ''دعوت'' لاہور، ۵، جولائی ۱۹۶۳ء، جلد نمبر ۱، شمارہ نمبر ۴۳)

اس کے ساتھ سرپرست تنظیم اہل سنت پاکستان سردار عبدالرحیم خاں نے بھی ایک بڑے اجتماع میں قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

''یہ اجلاس حکومت کے اس اقدام کو بنظر استحسان دیکھتا ہے کہ اس نے کتاب ضمیمہ جات ترجمہ مقبول کو جس میں سنی بزرگان دین کے خلاف ناقابل برداشت مواد تھا، ضبط کر لیا، جس کی طرف اخبار ''دعوت'' لاہور نے حکومت کو توجہ دلائی تھی۔'' (مرسلہ ڈاکٹر گل محمد انصاری، سیکرٹری تنظیم اہل سنت جام پور، ۵، جولائی ۱۹۶۳ء)

۱۹۶۳ء کی کارگزاری میں علامہ صاحب کی ''ترجمہ مقبول ضبط کرو'' تحریک کا ہم نے مفصل اور باحوالہ تذکرہ پیش خدمت کر دیا ہے جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ صاحب کے اندر مذہبی غیرت اور دینی حمیت کس قدر جوش میں اور موج زن تھی۔ سب سے پہلے آواز علامہ صاحب نے ہفت روزہ ''دعوت'' میں اٹھائی تو پھر شہاب، چٹان، کوہستان، خدام الدین، نصرت، سمیت بڑے بڑے ادیبوں اور صحافیوں کی ادارت میں نکلنے والے رسائل نے بھی علامہ صاحب کے موقف کی حمایت کی تھی، جلسوں میں خطابات کے عوامی اثرات الگ مرتب ہو رہے تھے۔ کاتب السطور نے ایک مرتبہ علامہ صاحب سے اس قضیہ کی مکمل روداد سنی تو ششدر رہ گیا، علامہ صاحب نے فرمایا کہ میں اور مولانا عبدالستار تونسوی ترجمہ مقبول کا نسخہ اٹھا کر دور دراز شہروں میں ہونے والے دینی اجتماعات میں تقریریں کرتے تھے اور اس کی غلیظ عبارتیں پڑھ کر آواز احتجاج بلند کرتے تھے۔ علامہ صاحب فرماتے تھے کہ اس وقت ایم اے او کالج اور سول سیکرٹریٹ کی جامع مسجد سمیت جہاں کہیں چار افراد نظر آتے تو میں ترجمہ مقبول کے خلاف اپنی مہم شروع کر دیتا تھا، علامہ صاحب فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں میری راتوں کی نیند اڑ گئی تھی، جب میں دیکھتا تھا کہ تفسیر قرآنِ مجید کے در پردہ اصحاب نبی ﷺ کی اہانت و توہین کی جا رہی ہے تو میرا خون کھولتا تھا، چنانچہ تحریک تنظیم اہل سنت کے پلیٹ فارم سے حضرت علامہ خالد محمود رحمہ اللہ کی اس مخلصانہ اور مجاہدانہ کردار کا چند ماہ میں ہی نتیجہ نکل آیا کہ گورنر مغربی پاکستان نواب آف کالا باغ امیر محمد خان نے یہ ضمیمہ و ترجمہ ضبط کرنے کا اعلان کر دیا۔ اہل انصاف رہتی دنیا تک حضرت علامہ صاحب کی اس خدمت کو یاد رکھیں گے کہ انہوں نے بیداری اہل سنت کی خاطر خود پر سکون و قرار اپنی لُغت سے نکال رکھا تھا۔

بدھ مذہب کے بھکشوؤں کا علامہ صاحب سے تبادلۂ افکار

اسی سال (۱۹۶۳ء) میں تھائی لینڈ کے بدھ مذہب کے بھکشو کافی تعداد میں پاکستان کے دورے پر آئے تو انہوں نے مختلف مذاہب کے لوگوں سے ملاقاتیں کیں۔ چنانچہ ماہ اکتوبر بروز بدھ (تاریخ محفوظ نہیں) کو طے شدہ نظم کے تحت وہ کرشن نگر میں ایک مکان کے اندر علامہ خالد محمود رحمہ اللہ سے مباحثہ کرنے آئے۔ علامہ صاحب رحمہ اللہ نے کم و بیش آٹھ گھنٹے تک صداقت اسلام پر دلائل پیش

کے تھے۔ اس مجلس کی مبادلہ افکار میں صرف بیس افراد کو شمولیت کی اجازت دی گئی تھی۔ چودھری محمد صدیق کھوکھر اس دور میں تنظیم اہل سنت لاہور کے ناظم تھے جو مجلس میں شریک تھے۔ کاتب السطور کی خواہش تھی کہ بذریعہ چودھری محمد شریف صاحب (لاہور) چودھری محمد صدیق کھوکھر صاحب سے اس مباحثہ کی کچھ روداد حاصل کی جاتی مگر افسوس کہ چودھری صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اب ہم ۱۹۶۳ء میں چک ذخیرہ ضلع گوجرانوالہ (حال ضلع حافظ آباد) میں ہونے والے علامہ صاحب کے ایک یادگار مناظرہ کی کاروائی پیش کرتے ہیں۔ یہ مناظرہ اہل تشیع اور اہل سنت کے چوٹی کے علماء کرام کے مابین ہوا تھا۔ اور حضرت علامہ صاحب رحمہ اللہ اپنی مجالس میں اس مناظرہ کا تذکرہ کر کے بڑا لطف لیا کرتے تھے۔ فرقہ امامیہ کے خدوخال اور مذہب اہل سنت کی توضیح وتشریح کے ساتھ ساتھ بعض سماجی رویوں کو سمجھنے کے لیے بھی اس مناظرہ کی کار گزاری فائدہ مند ثابت ہوگی، سو ملاحظہ کیجیے۔ (جاری ہے)

منقبت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نبیؐ کی کہکشاں کے اک قمر صدیق اکبرؓ ہیں
سبھی نبیوں کے بعد افضل بشر صدیق اکبرؓ ہیں

خلافت میں وہی اول وفاداری میں بھی اعلیٰ
نبی صادق صداقت کی خبر صدیق اکبرؓ ہیں

زمانہ رشک کرتا ہے انہی کی خوش نصیبی پر
شب ہجرت نبیؐ کے ہم سفر صدیق اکبرؓ ہیں

سہا تھا زہر کس نے غار میں کالے کا ایڑی پر
تھا جن کی جھولی میں آقا کا سر صدیق اکبرؓ ہیں

علیؓ بیعت، غنیؓ بیعت، صحابہؓ سب کے سب بیعت
ہیں جن کے ہاتھ پر بیعتِ عمرؓ، صدیق اکبرؓ ہیں

نبی کی جب ہوئی رحلت سبھی فتنہ گروں کو تب
دبایا جس نے وہ شیرِ نڈر صدیق اکبرؓ ہیں

مرے آقا کی جب زوجہ بنی ہیں عائشہؓ، عثماں
نبی پاکؐ کے ٹھہرے سسر صدیق اکبرؓ ہیں

عثمان عباسی

يا الله مدد — حيات النبی ﷺ زندہ باد — شان رسول ﷺ زندہ باد — مسلک اسلاف — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ — شان صحابہ زندہ باد — مقام اہل بیت زندہ باد — حق چار یار

التذكرة الحسنة فی ذكر مصلح اهل البدعة والرفضة

المعروف بہ

مظہر کرم

سوانح حیات

قائد اہل سنت وکیل صحابہ

قاضی مظہر حسین صاحب

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

مظہر کرم۔۔۔ ایک زندہ تاریخ کا نام ہے۔

مظہر کرم۔۔۔ ایثار ووفا کی مربوط داستان ہے۔

مظہر کرم۔۔۔ استقلال واستقامت کی ایمان افروز روداد ہے۔

مظہر کرم۔۔۔ حسن کردار واعمال اور اعتقاد کی جہد مسلسل ہے۔

مظہر کرم۔۔۔ احقاق حق اور ابطال باطل کے سچے جذبوں سے بھری دستاویز ہے۔

مظہر کرم۔۔۔ تحفظ ختم نبوت اور ناموس صحابہؓ کے محاذ پر ناقابل فراموش اور انمٹ نقوش رکھنے والے عظیم المرتبت خاندان کا مکمل تعارف

سعادت تصنیف

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی حفظہ اللہ

رابطہ نمبر 0307-5687800

حق چار یار
قاضی مظہر حسین
عبد اللطیف جہلمی
قاری خبیب احمد عمر
جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم کا
64 واں
دو روزہ
سالانہ
جلسہ
2021
27-28 مارچ
بروز ہفتہ اتوار
تقسیم اسناد و دستار بندی
عظیم الشان
ان شاء اللہ العزیز
حبیب الرحمن
قاضی محمد ظہور الحسین اظہر
محمد شریف عابد
ان شاء اللہ العزیز اپنی سابقہ روایات کے مطابق شان و شوکت سے منعقد ہوگا جس میں مشاہیر علماء و مشائخ شرکت فرما رہے ہیں۔
الداعی الی الخیر
قاری محمد ابوبکر صدیق
03455511786
0544-626445